مصنف کا تعارف

مصنف کراچی کے ایک مقامی کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر کے طور پر گذشتہ سولہ سالوں سے تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔آپ نیایم کام کراچی یونیورسٹی سے سن1996 میں مکمل کیا جبکہ ایم فل (سوشل سائنس) ہمدرد یونیورسٹی سے کیا ہے۔سوشل سائنس کی فیلڈ میں ان کا پی ایچ ڈی ابھی جاری ہے۔

پروفیسر عقیل کے مضامین ایک مقامی ماہانہ میگزین "انذار" میں باقاعدگی سے چھپتے رہتے ہیں۔اس کے علاوہ کچھ مضامین جسارت میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔آپ جناب محمد مبشر نذیر کے آئی ایس پی پروگرام کی ایکزیکٹو کمیٹی کے ممبر بھی ہیں۔پروفیسر عقیل تحریروں کا مقصد سوسائٹی کے غلط رویوں کی نشاندہی کرنا، انکی اصلاح کرنا، اوران پر لوگوں کو متنبہ کرنا ہے تاکہ لوگ آخرت کی تیاری کرسکیں۔

دین کے بنیادی تقاضے

(قرآن وسنت کی روشنی میں اوامر ونواہی کا مختصر بیان)

پروفیسر محمد عقیل

انذار پبلیکیشنز

A Non-Profit Organization

نام کتاب : دین کے بنیادی تقاضے

مصنف : پروفیسر محمد عقیل

ناشر : انذار پبلشرز: 03323051201

ویب سائٹ : www.inzaar.org

http://aqilkhans.wordpress.com

ای میل : aqilkhans@gmail.com

ٹائٹل : ذیشان احمد

قیمت : 250 روپے

ملنے کا پتہ : کتاب حاصل کرنے کے لیے رابطہ کیجیے:

+92332305120

''اللہ کے فرمانبردار غلاموں کے نام''

فہرست

تعارف 17

یونٹ 1: عقائد **19**

1۔اللہ پر ایمان 20

2۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان 21

3۔یوم آخرت پر ایمان 22

4۔پیغمبروں، کتابوں، اور فرشتوں پر ایمان 24

یونٹ 2۔عبادات **25**

5۔نماز قائم کرنا 26

6۔زکوۃ اور عشر ادا کرنا 27

7۔رمضان کے روزے رکھنا 28

8۔حج کرنا 31

9۔جمعہ کی نماز پڑھنا 32

10۔عیدین کی نمازیں 32

11۔فطرہ ادا کرنا 33

یونٹ 3۔تعلق باللہ **33**

12۔اللہ کا تقوی یا خوف رکھنا 34

13۔خدا کا شکر کرنا اور ناشکری سے گریز 34

14۔اللہ کو یاد رکھنا 36

15۔اللہ سے دعا مانگنا 37

16۔توبہ کرنا 38

17۔آزمائش و مصیبت پر صبر کرنا 41

18۔اللہ یا دین کے حوالے سے جھوٹی بات منسوب کرنا 43

19۔بدعت سے گریز 43

20۔غیر اللہ کی قسم کھانے سے گریز 45

21۔جھوٹی قسم کھانے سے گریز 45

22۔قسموں کی پابندی اور کفارہ 46

23۔توہماتی علوم اور مستقبل بینی سے گریز 47

24۔نحوست اور بدشگونی سے گریز 48

25۔محاسبہ کرنا 49

26۔ریاکاری سے گریز 50

یونٹ 4: معاشرت **52**

الف ۔مرد و زن کا اختلاط 52

27۔زنا سے گریز 52

28۔اعضاء کے زنا سے گریز 54

29۔باحیا ہونا 57

30۔نکاح میں تاخیر سے گریز 58

31۔حدود معاشرت کی پابندی کرنا 59

ب ۔خاندانی معاملات 60

32۔والدین کے ساتھ حسن سلوک 60
33۔رحمی رشتوں کے حقوق کی ادائیگی 61
34۔رحمی رشتوں سے قطع تعلق سے گریز 62
35۔شوہر اور بیوی کا باہمی حقوق ادا کرنا 63
36۔بیوی کا مہر ادا کرنا 65
37۔طلاق کو شریعت کی حدود میں رکھنا 66
38۔عدت میں شریعت کا لحوظ رکھنا 69
39۔اولاد کی تربیت کرنا 70
یونٹ 5: اخلاقیات 70
الف۔جان و مال کی حرمت 71
40۔ناحق قتل سے گریز 71
41۔اولاد کے قتل سے گریز 72
42۔چوری سے گریز 73
43۔ڈاکہ زنی سے گریز 74
44۔املاک کو نقصان پہنچانے سے گریز 75
45۔لڑائی جھگڑے سے گریز 77
46۔جادو ٹونا اور سفلی عمل سے گریز 79
47۔ظلم و زیادتی سے گریز 80
ب۔حسن سلوک 82
48۔پڑوسیوں اور ساتھیوں سے اچھا سلوک 82
49۔ایفائے عہد 84
50۔یتیم و مسکین سے حسن سلوک 85
51۔یتیم کے مال میں خیانت سے گریز 85
52۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر 85
53۔دعوت و تبلیغ 87
54۔امانت داری 88
55۔عدل و انصاف 89
ج: کلام کا تزکیہ 89
56۔خوش اخلاقی 90
57۔جھوٹ بولنے سے گریز 91
58۔تہمت، بہتان یا جھوٹا الزام لگانا
59۔غیبت سے گریز 93
60۔عیب لگانے اور طعنہ زنی سے پرہیز 94
61۔چغلی لگانے سے گریز 96
62۔ گالی اور لعنت دینے سے گریز 97
63۔فحش گوئی سے گریز 97
64۔برے القاب سے منسوب کرنے سے گریز 98
65۔مسلمان کو کافر کہنے سے گریز 98
66۔مذاق اڑانے سے گریز 99
67۔گواہی دینا اور قائم رہنا 99

68۔جھوٹی گواہی سے گریز 100

د۔ممنوعہ رویے 100

69۔تکبر سے گریز 100

70۔قول اور فعل میں تضاد سے گریز 102

71۔خودغرضی سے گریز 103

72۔دھوکہ دہی سے احتراز 103

73۔حسد سے گریز 104

74۔کینہ ونفرت سے گریز 105

75۔غصہ پر قابو پانا 105

76۔بلاتحقیق اقدام سے گریز 106

77۔ٹوہ لینے سے گریز 107

78۔کثرت گمان سے گریز 107

79۔مایوسی سے گریز 108

یونٹ6: معیشت 109

80۔سود لینے سے گریز 109

81۔جوا یا سٹہ کھیلنے سے احتراز 110

82۔مال ناجائز طریقوں سے کھانا 111

83۔اسراف یا فضول خرچی سے گریز 112

84۔بخل سے گریز 113

85۔قرض کی ادائیگی میں تاخیر سے گریز 113

86۔ناپ تول میں کمی سے گریز 114

87۔ناجائز ذخیرہ اندوزی کرنا 115

88۔اشیاء میں ملاوٹ کرنا 115

89۔حرام اشیاء یا خدمات کے کاروبار سے گریز 116

یونٹ7: خوردونوش 117

90۔حرام غذا سے گریز 117

91۔دیگر حرام کھانوں سے گریز 118

92۔نشہ آور اشیا کے استعمال سے گریز 119

یونٹ8: متفرقات 119

93۔ظاہری پاکی کا حصول 119

94۔منہ اور دانتوں کی صفائی 120

94۔ظاہری وضع قطع 121

95۔دین کا علم حاصل کرنا 123

96۔ریاستی قوانین کی پاسداری 125

دین کے تقاضوں پر مبنی سوالنامہ 126

دعا 133

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعارف

اللہ تعالیٰ نے انسان کو محض اپنی بندگی کیلئے پیدا کیا ہے۔اس بندگی کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ خدا ہی کی بات مانی جائے ۔اسی کے احکامات پر اپنے ظاہر و باطن کو جھکا دیا جائے اور طاغوت کی بات ماننے سے گریز کیا جائے ۔اسی بندگی اور تسلیم و رضا کو جانچنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے زندگی و موت کا نظام پیدا کیا تا کہ آزمائے کہ کون بہتر عمل کرتا ہے ۔اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں خیر و شر کا شعور رکھ دیا اور ساتھ ہی وحی کے ذریعے صراط مستقیم کا تعین کر دیا تا کہ لوگ خدا کی مرضی کے مطابق زندگی گذار کر جنت کی ابدی نعمتوں سے مستفید ہوں ۔اس اہتمام کے باوجود انسان اکثر گناہوں کی غلاظت میں ملوث ہو جاتا اور نیکیوں سے دور ہو جاتا ہے ۔اس نا فرمانی کی بنا پر انسانی ذات آلودگی کا شکار ہو جاتی ہے اور کوئی بھی شخص نا فرمانی کی آلودگی کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اللہ کی رضا کے حصول کے لئے لازمی ہے کہ خود کو گناہوں سے پاک اور نیکیوں سے آراستہ کیا جائے ۔اس عمل کو تزکیہ نفس کہا جاتا ہے ۔

یہ تزکیہ نفس اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ایک مومن ان کاموں سے نہ رک جائے جن سے اس کا رب روکے اور ان امور پر عمل کرے جن کو کرنے کا حکم دیا جائے ۔شریعت کی اصطلاح میں انہیں اوامر و نواہی سے جانا جاتا ہے ۔ان اوامر و نواہی پر عمل کرنے کا پہلا قدم یہ ہے کہ ان کے بارے میں علم حاصل کیا جائے اور دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ اس علم پر عمل کیا جائے ۔ اسلام کی یہ خوبی ہے کہ ایک دیہاتی شخص بھی اس پر عمل کر سکتا ہے اور ایک عالم فاضل اسکالر

بھی۔اسی لئے اسلام کو دین فطرت بھی کہا گیا ہے۔یہ مختصر کتاب اسی مقصد کے تحت ترتیب دی گئی ہے کہ مسلمانوں کو ان احکامات کی مختصر فہرست دے دی جائے جن پر ان کا رب عمل کروانا چاہتا ہے۔اس کتاب میں اوامر ونواہی کی ایک جامع فہرست دی گئی ہے۔یہ فہرست ان منکرات کے بارے میں بتاتی ہے جن سے بچنا لازم ہے اور ان اچھے اعمال کی نشاندہی کرتی ہے جن پر عمل کرنا ضروری ہے۔اگر کوئی شخص خود کو ان منکرات سے محفوظ نہیں رکھتا یا ان لازمی اعمال کو نہیں اپناتا تو وہ اپنا نفس آلودہ کرتا اور خدا کی نافرمانی کا مرتکب ہوجاتا ہے۔اس نافرمانی میں وہ جتنا آگے بڑھتا ہے اتنا ہی جنت سے دور اور جہنم کے قریب ہوتا جاتا ہے۔چنانچہ ان اوامر ونواہی کو جاننا اور ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لئے لازم ہے۔

اس کتاب میں بیان کردہ احکامات کی فہرست میں قرآن وحدیث کی وضاحت بھی بیان کی گئی ہے تاکہ اصل حکم تک رسائی ممکن ہوسکے۔آپ سے گذارش ہے کہ ان احکامات کو غور سے دیکھیں،ان کے بارے میں اپنے علم میں اضافہ کریں اور پھر ان پر بھرپور عمل کرنے کی کوشش کریں کیونکہ یہی علم وعمل کی کاوش آخرت میں ہمیں سرخرو کرنے میں معاون ہوسکتی ہے جبکہ ایسا کرنے میں ناکامی کا انجام خدا کی ناراضگی ہے جس کا متحمل ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہوسکتا۔

پروفیسر محمد عقیل

یونٹ 1: عقائد

اسلام کی ابتدا چند مانی ہوئی حقیقتوں سے ہوتی ہے جن پر یقین کئے بغیر دین پر عمل ہی نہیں کیا جاسکتا۔مثال کے طور پر ایک شخص پاکستان سے امریکہ جہاز کے ذریعے جارہا ہے۔جب وہ جہاز میں بیٹھتا ہے تو سب سے پہلے اسے اطمینان ہوتا ہے کہ یہ وہی جہاز ہے جس کا اس نے ٹکٹ لیا ہے،اسے یقین ہوتا ہے کہ جہاز کا پائلٹ نہ صرف منزل مقصود کے بارے میں جانتا ہے بلکہ وہ اسے وہاں تک پہنچانے کی اہلیت بھی رکھتا ہے،اسے گمان غالب ہوتا ہے کہ راستہ میں کوئی معلوم رکاوٹ نہیں جو اس کا سفر دشوار یا ناممکن بنادے۔اگر اسے ان میں سے کسی ایک بات میں بھی شک ہوجائے تو وہ سفر کا ارادہ ترک کردے گا۔مثلاً اگر اسے یہ شک ہوجائے کہ وہ غلط جہاز میں بیٹھ گیا ہے،یا جہاز کا کپتان پاگل ہے،یا جہاز میں کوئی خرابی ہے یا آگے راستے میں بڑے بڑے طوفان منتظر ہیں تو وہ سفر کی بجائے حضر یعنی رکنے کو ترجیح دے گا۔یعنی سفر کی ابتدا کے لئے ضروری ہے کہ مسافر ان تمام امور کے بارے میں ایک عمومی اطمینان کرلے اور پھر سفر ابتدا کر کے اسے جاری وساری رکھے۔

یہی معاملہ دین میں عقائد کا بھی ہے۔اگر کسی کو یہ یقین ہی نہ ہو کہ ایک ہستی نے اسے پیدا کیا ہے،اس نے اس کی فطرت میں خیر وشر کا شعور رکھا ہے،اسے ہدایت دینے کے لئے پیغمبر بھیجے ہیں اور ایک دن وہ اسے موت دے کر اپنے پاس بلائے گا اور اس سے اس کے اعمال کی بازپرس کرے گا تو ایسا شخص اسلام کو دل سے نہیں مان سکتا اور نہ ہی اس پر عمل کرسکتا ہے۔چنانچہ یہ ہر شخص کا کام ہے کہ وہ دین کے ان مسلمہ عقائد کا جائزہ لے اور ان پر اطمینان حاصل کر کے انہیں دل سے تسلیم کرلے۔یہی عقائد ایمانیات ہیں جو درج ذیل ہیں:

1۔اللہ پر ایمان

دین اسلام کی ابتدا اللہ پر ایمان سے شروع ہوتی ہے۔اس سے مراد اللہ کو بن دیکھے ماننا،تنہا اسے معبود ماننا،اس کی ذات کے ساتھ اس کی صفات پر بھی ایمان لانا وغیرہ شامل ہیں۔اللہ پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص اسلام کے حلقے میں داخل نہیں ہوسکتا۔اللہ پر ایمان کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ اس کی توحید پر ایمان لایا جائے اور ہر قسم کے شرک سے گریز کیا جائے۔اس سے محبت کی جائے،اسی کی عبادت کی جائے ،اس کی نعمتوں پر شکر ادا کیا جائے ،اس کی آزمائشوں پر صبر کیا جائے،ساری امیدیں اسی سے باندھی جائیں اور سارے معاملات اسی کے سپرد کردیئے جائیں۔

قرآن

۱۔یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں تو میری ہی عبادت کیا کرو۔(الانبیاء۔21:92)

۲۔اگر آسمان اور زمین میں خدا کے سوا اور معبود ہوتے تو (زمین و آسمان) درہم برہم ہو جاتے ۔جو باتیں یہ لوگ بتاتے ہیں خدائے مالک عرش ان سے پاک ہے ۔(الانبیاء۔21:22)

۳۔خدا اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اسکے سوا (اور گناہ) جس کو چاہے گا بخش دیگا اور جس نے خدا کے ساتھ شریک بنایا وہ راستے سے دور جا پڑا۔(النساء4:116)

حدیث

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ عبدالقیس کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تو عرض کیا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر حائل ہیں اس لئے ہم آپ کے پاس صرف حرام ہی کے مہینوں میں حاضر ہوسکتے ہیں آپ ہمیں ایسے احکام بتلا دیجئے کہ اگر اس پر عمل کریں تو جنت میں داخل ہو جائیں اور اس کی طرف ان لوگوں کو بھی دعوت دیں جو

ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں آپ نے فرمایا کہ تمہیں چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں، میں تم کو اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیتا اور تم جانتے ہو کہ اللہ پر ایمان کیا لانا ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں،نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا،غنیمت کا پانچواں حصہ دینا۔(صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 2400)

۲:حضرت انس بن مالک رضی للہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن خفیف ترین عذاب والے دوزخی سے اللہ فرمائے گا: اگر تیرے پاس روئے زمین کی تمام چیزیں ہوں تو کیا آج عذاب سے چھوٹنے کے لیے تو وہ سب چیزیں دے دے گا؟ دوزخی کہے گا جی ہاں۔اللہ فرمائے گا: جب تو آدم کی پشت میں تھا اس وقت میں نے تجھ سے اس سے بہت زیادہ آسان چیز کی خواہش کی تھی کہ (پیدا ہونے کے بعد) میرے ساتھ کسی کو شریک نہ قرار دینا، مگر تو بغیر شرک کے نہ رہا۔(صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 247)

2۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان

اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت لوگوں تک دو طریقوں سے پہنچائی ہے۔ایک فطرت اور دوسرا وحی۔رسالت اللہ کا پیغام وحی کے ذریعے لوگوں تک پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے۔رسول اللہ کی وحی کو لوگوں تک پہنچاتا ،اسے سمجھاتا اور پھر اس پر عمل کر کے اس کا نمونہ لوگوں کو پیش کرتا ہے۔اللہ نے آخری مرتبہ اپنا پیغام پہنچانے کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چنا۔آپ پر ایمان لانا اسلام کا بنیادی جز ہے۔اسی کے ساتھ ساتھ آپ کو آخری پیغمبر ماننا، آپ سے محبت کرنا ، آپ کو واجب الاطاعت ماننا بھی اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔

قرآن

۱۔لوگو! خدا کے پیغمبر تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے حق بات لے کر آئے ہیں تو (ان پر) ایمان لاؤ۔(یہی) تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر کفر کروگے تو (جان رکھو کہ)

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔اور خدا سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔(النسا 4:170)

۲۔مومنو! خدا پر اور اس کے رسول پر اور جو کتاب اس نے اپنے پیغمبر (آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی ہے اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی تھیں سب پر ایمان لاؤ۔(النسا 4:136)

۳۔اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور جو (کتاب) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اسے مانتے رہے اور وہ ان کے پروردگار کی طرف سے برحق ہے ان سے انکے گناہ دور کردیئے اور انکی حالت سنواردی۔(محمد 47:2)

۴۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کردینے والے) ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔(الاحزاب 33:40)

حدیث

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور دوسرے تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی مثال اس آدمی کی طرح ہے کہ جس نے ایک گھر بنایا اور اسے پورا اور کامل بنایا سوائے ایک اینٹ کی جگہ کے کہ وہ خالی رہ گئی لوگ اس گھر کے اندر داخل ہو کر اسے دیکھنے لگے اور وہ گھر ان کو پسند آنے لگا وہ لوگ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھ دی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ہی اس اینٹ کی جگہ آیا ہوں اور میں نے انبیائے کرام علیہم السلام کی آمد کا سلسلہ ختم کردیا ہے۔
(صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 1466)

3۔یوم آخرت پر ایمان

آخرت اس عقیدے کا نام ہے کہ ایک دن آنے والا ہے جب اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو

جمع کریں گے اور ان سے اعمال کا حساب کتاب لیں گے۔اچھے لوگوں کو جنت میں بھیجا جائے گا جبکہ سرکش اور نافرمان جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔آخرت پر ایمان لانا بھی اسلام کے بنیادی عقیدوں میں سے ہے۔آخرت پر ایمان کا ایک تقاضا یہ ہے کہ دنیا کے مقابلے میں آخرت کو ہر صورت میں فوقیت دی جائے۔دنیا کی رنگینیوں میں گم ہونے سے بچا جائے۔آخرت کی نعمتوں سے رغبت حاصل کی جائے اور آخرت کے مصائب سے ڈرا جائے۔

قرآن

۱۔جو لوگ مسلمان ہیں یا یہودی یا عیسائی یا ستارہ پرست (یعنی کوئی شخص کسی قوم و مذہب کا ہو) جو خدا اور روز قیامت پر ایمان لائے گا اور عمل نیک کرے گا تو ایسے لوگوں کو ان (کے اعمال) کا صلہ خدا کے ہاں ملے گا اور (قیامت کے دن) ان کو نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔(البقرہ 2:62)

۲۔نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق و مغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ خدا پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور (خدا کی) کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائیں۔(البقرہ 2:177)

۳۔جو لوگ کافر ہیں انکا اعتقاد ہے کہ وہ (دوبارہ) ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے کہہ دو کہ ہاں ہاں میرے پروردگار کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر جو جو کام تم کرتے رہے ہو وہ تمہیں بتائے جائیں گے اور یہ (بات) خدا کو آسان ہے۔(التغابن 64:7)

حدیث

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اللہ زندگی تو صرف آخرت کی زندگی ہے پس تو انصار اور مہاجرین پر کرم فرما۔(صحیح

مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 177)

4۔پیغمبروں، کتابوں، اورفرشتوں پر ایمان

اسلام میں صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری نہیں بلکہ دیگر پیغمبروں اوران کی کتابوں کو بلاتفریق ماننا لازمی ہے۔فرشتے چونکہ اللہ اور پیغمبروں کے درمیان ایک پل کا کام کرتے اوراللہ کی وحی کوکوپیغمبروں تک پہنچاتے ہیں اس لئے ان فرشتوں پر ایمان لانا بھی لازمی ہے۔

قرآن

ا۔مومنو! خداپراوراس کے رسول پراور جو کتاب اس نے اپنے پیغمبر (آخرالز ماں صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل کی ہے اور جو کتابیں اس سے پہلے نازل کی تھیں سب پر ایمان لاؤاور جو شخص خدااوراسکےفرشتوں اوراس کی کتابوں اوراس کے پیغمبروں اورروزقیامت سے انکار کرے وہ راستے سے بھٹک کر دور جاپڑا۔(النسا 4:136)

۲۔رسول (خدا) اس کتاب پر جوان کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں اور مومن بھی سب خداپر اوراس کےفرشتوں پر اوراس کی کتابوں پر اوراس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم ان پیغمبروں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور وہ (خدا سے) عرض کرتے ہیں کہ ہم نے (تیراحکم) سنا اور قبول کیا اے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔(البقرہ 2:285)

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے، یکا یک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک شخص آیا اوراس نے (آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے) پوچھا کہ ایمان کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر اوراسکےفرشتوں پر اور (آخرت میں) اللہ کے ملنے پر اوراللہ کے پیغمبروں پر ایمان لاؤاورقیامت کا یقین کرو۔(صحیح بخاری: جلداول: حدیث نمبر 49)

یونٹ 2۔عبادات

جب بندہ اپنے رب پر ایمان لے آتا، اسے اپنا آقا، مالک، مختار، معبوداور خالق مان لیتا ہے تو وہ اپنے رب کی بندگی نبھانے کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔وہ جان چکا ہے کہ ایک دن آئے گا جب وہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوکر اپنے اعمال کا جواب دے گا۔اسے علم ہو چکا ہے کہ خدا نے اپنے فرشتوں کے ذریعے وحی بھیجی اور پیغمبروں کو اپنے احکامات دیئے تا کہ وہ لوگوں کو خدا کی عبادت کے طریقے بتائیں۔وہ جان چکا ہے کہ خدا نے اپنا آخری پیغام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کر کے قیامت تک کے لئے اپنی عبادت کے طریقے متعین طور پر بتادیئے۔

یہ سب کچھ جان کر وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھ سکتا۔چنانچہ وہ کمر کس کر کھڑا ہوجاتا اور اپنے رب کے سامنے عاجزی، تذلل وپستی کے ساتھ اطاعت کے ہراس طریقے پر عمل کرنے کی تیاری کرلیتا ہے جس سے اس کا رب راضی ہو۔لہٰذا وہ نماز کے ذریعے سراپا عجز بنتا، روزہ رکھ کر رب کا قرب حاصل کرتا، زکوۃ دے کر قربانی کا مظاہرہ کرتا اور حج کر کے طاغوتی قوتوں سے جہاد کرتا دکھائی دیتا ہے۔یہی وہ لازمی عبادات ہیں جن کی تفصیل نیچے دی جارہی ہے۔

5۔نماز قائم کرنا

یہ ایک لازمی اورسب سے اہم عبادت ہے۔فجر، ظہر، عصر، مغرب اورعشاء کی نمازیں ان کے مقررہ وقت پڑھنا۔یہ فرض نماز ہر عاقل بالغ مسلمان پر لازم ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔۔ان نمازوں میں فرض رکعتیں ہی وہ اصل نماز ہے جس پر مواخذہ ہوگا باقی تمام سنتیں

اور نفل رکعتیں اکثر علماء کے نزدیک آپشنل یعنی اختیاری ہیں ۔احادیث میں نماز کے ترک کو کفر سے مشابہت دی گئی ہے۔

قرآن

ا۔اور نماز قائم کرواور زکوۃ دواور جو کچھ بھلائی تم اپنے واسطے آگے بھیجو گے اللہ کے ہاں اسے موجود پاؤ گے ۔بیشک جو کچھ بھی تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے۔(البقرہ 2:110)

۲۔(مسلمانو) اپنی نمازوں کی نگہداشت رکھواور (خصوصاً) بیچ والی نماز کی اور اللہ کے آگے عاجز بنے ہوئے کھڑے ہوا کرو ۔(البقرہ :2:238)

۳۔پھر جب تم دشمن کی طرف سے مطمئن ہو جاؤ تو (معمول کے مطابق) نماز قائم کرو کیونکہ نماز پابندی وقت کے ساتھ مومنوں پر فرض ہے ۔(النساء 4:103)

حدیث

ا۔ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسلام (کا قصر) پانچ ستونوں پر بنایا گیا ہے،اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز پڑھنا، زکوۃ دینا، حج کرنا، رمضان کے روزے رکھنا۔(صحیح بخاری:جلد اول:حدیث نمبر 7)

۲۔ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک کہ وہ اس بات کی گواہی نہ دینے لگیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوۃ دیں، پس جب یہ کام کرنے لگیں تو مجھ سے ان کے جان و مال محفوظ ہو جائیں گے،علاوہ اس سزا کے جو اسلام نے کسی جرم میں ان پر مقرر کردی ہے، اور ان کا حساب (و کتاب) اللہ کے ذمے

ہے ۔(صحیح بخاری:جلد اول:حدیث نمبر 24)

۳۔حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر کیا (یعنی نماز کی فضیلت و اہمیت کو بیان کرنے کا ارادہ فرمایا) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی نماز پر محافظت کرتا ہے (یعنی ہمیشہ پابندی سے پڑھتا ہے) تو اس کے لیے یہ نماز ایمان کے نور (کی زیادتی کا سبب) اور ایمان کے کمال کی واضح دلیل ہوگی، نیز قیامت کے روز مغفرت کا ذریعہ بنے گی اور جو آدمی نماز پر محافظت نہیں کرتا تو اس کے لیے نماز نہ (ایمان کے) نور (کی زیادتی کا سبب بنے گی، نہ (کمال ایمان کی) دلیل اور نہ (قیامت کے روز) مغفرت کا ذریعہ بنے گی بلکہ ایسا آدمی قیامت کے روز قارون،فرعون، ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ (عذاب میں مبتلا) ہوگا۔" (مسند احمد بن حنبل، دارمی، بیہقی)

۴۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ انسان اور اس کے کفر و شرک کے درمیان نظر آنے والا فرق نماز چھوڑنے کا فرق ہے ۔(صحیح مسلم:جلد اول:حدیث نمبر 247)

6۔زکوۃ اور عشر ادا کرنا

زکوۃ سے مراد مال میں سالانہ ڈھائی فی صد زکوۃ اللہ کی راہ میں دینا ہے جبکہ عشر سے مراد زرعی پیداوار پر ۱۰ فی صد زکوۃ ادا کرنا ۔یہ ایک لازمی عبادت ہے جو سالانہ صاحب نصاب لوگوں پر فرض ہے۔

قرآن

اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دیتے رہو اور (زکوۃ کے علاوہ) اللہ کو اچھا قرض (بھی) دیا کرو۔(المزمل 73:20)

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن

بھیجا۔اور فرمایا کہ تم انہیں یہ شہادت دینے کی دعوت دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اگر وہ اس کو مان لیں تو انہیں یہ بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے مالوں میں زکوۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور ان کے محتاجوں کو دی جائے گی۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 1335)

۲۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکوۃ نہ ادا کی تو اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں اس کے پاس لایا جائے گا جس کے سر کے پاس دو چیتیاں ہوں گی قیامت کے دن اس کا طوق بنایا جائے گا، پھر اس کے دونوں جبڑوں کو ڈسے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں، پھر قرآن کی آیت پڑھی اور وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال عطا کیا اور وہ اسمیں بخل کرتے ہیں وہ اسے اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں بلکہ یہ برا ہے اور قیامت کے دن یہی مال ان کے گلے کا طوق ہوگا (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 1319)

7۔رمضان کے روزے رکھنا

یہ بھی ایک لازمی عبادت ہے روزے رکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے الا یہ کہ کوئی شرعی عذر ہو۔روزے کا مطلب صبح صادق سے لے کر سورج غروب ہونے تک خود کو کھانے، پینے اور زن وشوہر کے مخصوص جنسی تعلق سے خود کو روکے رکھنا ہے۔

قرآن

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم پر روزہ فرض کر دیا گیا جس طرح ان لوگوں پر فرض کر دیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم متقی بن جاؤ۔(البقرہ 2:183)

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے سامنے

بیٹھے ہوئے تھے، یکایک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے۔۔۔۔ایک شخص آیا اور اس نے پوچھا کہ اسلام کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شرک نہ کرو اور نماز پڑھو اور فرض زکوۃ ادا کیا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 49)

۲۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے، اس لیے نہ کوئی بری بات کرے اور نہ جہالت کی بات کرے اگر کوئی شخص اس سے جھگڑا کرے یا گالی گلوچ کرے تو کہہ دے میں روزہ دار ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔وہ کھانا پینا اور اپنی مرغوب چیزوں کو روزوں کی خاطر چھوڑ دیتا ہے اور اللہ اس کا بدلہ خود دیتا ہے اور نیکی دس گنا ملتی ہے۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 1776)

۳۔سہل رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہتے ہیں قیامت کے دن اس دروازے سے روزے دار ہی داخل ہوں گے کوئی دوسرا داخل نہ ہوگا، کہا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ لوگ کھڑے ہوں گے اس دروازہ سے ان کے سوا کوئی داخل نہ ہو سکے گا، جب وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ دروازہ بند ہو جائے گا اور اس میں کوئی داخل نہ ہوگا۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 1778)

۴۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا انسان کے ہر عمل کا بدلہ ہے، مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں۔اور روزہ ڈھال ہے۔جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو نہ شور مچائے اور نہ فحش باتیں کرے اگر کوئی شخص اس سے جھگڑا کرے یا گالی گلوچ کرے تو کہہ دے میں روزہ

دارآدمی ہوں اورقسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ بہتر ہے روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں، جب افطار کرتا ہے ۔تو خوش ہوتا ہے اور جب اپنے رب سے ملے گا تو روزہ کے سبب سے خوش ہوگا ۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 1786)

۵۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب کوئی بھول کر کھائے یا پئیے تو اپنا روزہ پورا کرے اس کو اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے ۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 1812)

۵۔نعمان بن ابی عیاش ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے، کہ بیشک جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن بھی روزہ رکھے اللہ اس کو دوزخ سے ستر برس کی مسافت کے برابر دور کر دیتا ہے ۔(صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 104)

۶۔ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر عمل کے لیے کفارہ ہوتا ہے اور روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے ۔(صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 2384)

۷۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم کے ہر عمل میں سے نیک عمل کو دس گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے ۔اللہ نے فرمایا سوائے روزے کے کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا کیونکہ روزہ رکھنے والا میری وجہ سے اپنی شہوت اور اپنے کھانے سے رکا رہتا ہے ۔روزہ رکھنے والے کے لئے دو خوشیاں ہیں

ایک اسے افطاری کے وقت خوشی حاصل ہوتی ہے اور دوسری خوشی اپنے رب عزوجل سے ملاقات کے وقت حاصل ہوگی اور روزہ رکھنے والے کے منہ کی بو اللہ عزوجل کے ہاں مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ (خوشبودار) ہے ۔(صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر 213)

8۔حج کرنا

حج استطاعت رکھنے والوں کے لئے ایک لازمی عبادت ہے ۔حج کی استطاعت سے مراد وسائل اور حالات کا سازگار ہونا ہے ۔حج کی منصوبہ بندی سے مراد اپنے وسائل کو استعمال کرتے ہوئے رقم جمع کرنا جیسے کوئی اپنے بچوں کی شادی، مکان بنانے یا اپنی تعلیم وغیرہ کے لئے منصوبہ بندی کرتا ہے ۔

قرآن

اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے جو بھی اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو، اور جو (اس کا) منکر ہو تو بیشک اللہ سب جہانوں سے بے نیاز ہے (آل عمران: 3:97)

حدیث

ابن عمر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسلام (کا قصر) پانچ ستونوں پر بنایا گیا ہے، اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، نماز پڑھنا، زکوۃ دینا، حج کرنا، رمضان کے روزے رکھنا ۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 7)

۲۔ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، کہا گیا کہ پھر کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا، کہا گیا کہ اس کے بعد کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حج مبرور (مقبول حج)۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 25)

9۔ جمعہ کی نماز پڑھنا

جمعہ کی ہفتے وار نماز پڑھنا مردوں پر لازم ہے۔ یہ مسلم ریاست میں ایک لازمی عبادت ہے۔

قرآن

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانو۔ (الجمعہ 62:9)

حدیث

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر کی سیڑھیوں پر فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ جمعہ کی نماز چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دیں گے پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔ (صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 1996)

10۔ عیدین کی نمازیں

عیدین یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی سالانہ نمازیں پڑھنا۔ یہ بھی مسلم ریاست میں ایک لازمی عبادت ہے۔

قرآن

پس (اس کے شکریے میں) اپنے رب کی نماز پڑھو اور (اسی کے نام کی) قربانی کرو۔ (الکوثر: 108:2)

حدیث

شعبی براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلی چیز جس سے ہم آج کے

دن ابتدا کریں، وہ یہ کہ ہم نماز پڑھیں، پھر گھر واپس ہوں، پھر قربانی کریں، اور جس نے اس طرح کیا تو اس نے میری سنت کو پالیا۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 902)

۲۔ حفصہ، ام عطیہ سے روایت کرتی ہیں انہوں نے کہا کہ ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ عید کے دن گھر سے نکلیں، یہاں تک کہ کنواری عورتیں بھی اپنے پردہ سے باہر ہوتیں اور حائضہ عورتیں بھی گھر سے باہر نکلتیں، پس وہ مردوں کے پیچھے رہتیں اور مردوں کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہتیں اور ان کی دعاؤں کے ساتھ دعا کہتیں، اس دن کی برکت اور اس کی پاکی کی امید رکھتیں۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 919)

11۔ فطرہ ادا کرنا

عید الفطر سے قبل فطرے کی رقم مخصوص شرح سے ادا کرنا۔ یہ ایک لازمی عبادت ہے جو صاحب استطاعت لوگوں پر فرض ہے۔

حدیث

عمر بن نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، غلام اور آزاد، مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے (غرضیکہ ہر) مسلمان پر فرض کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ نماز کے لئے نکلنے سے پہلے اسے ادا کر دیا جائے۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 1413)۔

یونٹ 3۔ تعلق باللہ

تمام عقائد مان لینے کے بعد اور تمام لازمی عبادات پر عمل شروع کرنے کے بعد اب بندہ خدا کی بندگی میں آ گیا ہے۔ اب اس کا اپنے رب سے تعلق محض آجر و مزدور کا نہیں کہ مزدور نے لگے بندھے اوقات میں کام کیا اور اپنی اجرت لے کر چلتا بنا۔ اس کا تعلق ایک انتہائی عظیم اور

شان وشوکت والی ہستی سے ہے۔ چنانچہ وہ اس کی بے شمار نعمتوں کو دیکھ کر شکر کرتا، اسے ہر لمحے یاد رکھنے کی کوشش کرتا، غلطی پر توبہ کرتا، مشکلات پر صبر استقامت کا مظاہرہ کرتا اس سے خوف رکھتا، اسی کے دامن رحمت میں پناہ لیتا، اسی سے مدد مانگتا اور اس سے کئے ہوئے وعدے وفا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ انہی اعمال سے اس کے اور رب کے درمیان ایک ایسا تعلق پیدا ہوتا ہے جو اسے نفس مطمئنہ بنا دیتا ہے۔

12۔اللہ کا تقوی یا خوف رکھنا

ہر معاملہ میں اللہ کی ناراضگی اور غضب کو ملحوظ رکھنا اور اس کے مطابق اپنی زندگی کا لائحہ عمل طے کرنا۔

قرآن

اور اللہ سے ڈرتے رہو، جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔(الحشر:59:18)

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ کے نزدیک کون زیادہ عزت والا ہے؟ آپ نے فرمایا جو زیادہ متقی ہے۔(صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 1805)

13۔خدا کا شکر کرنا اور ناشکری سے گریز

شکر کے لغوی معنی نعمت دینے والے کی عطا کا اقرار کرنا منعم کی عنایت یا نوازش پر اس کا احسان ماننے کے ہیں۔ اصطلاحی طور پر اللہ کے شکر سے مراد اللہ کی بے پایاں رحمت، شفقت، ربوبیت، رزاقی اور دیگر احسانات کے بدلے میں دل سے اٹھنے والی کیفیت وجذبے کا نام ہے۔ شکر گذاری کے برعکس دوسرا رویہ ناشکری کا ہے۔ ایک شخص جب شکر ادا نہیں کرتا تو یہ رویہ آہستہ

آہستہ اسے لاپرواہی کی جانب لے جاتا اور بالآخر وہ ناشکری کرنے لگ جاتا ہے۔

قرآن

۱۔لہٰذا تم مجھے یاد رکھو، میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو، کفران نعمت نہ کرو۔(البقرہ:2:152)

۲۔اے اہل ایمان جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں ان کو کھاؤ اور اگر خدا ہی کے بندے ہو تو اس (کی نعمتوں) کا شکر بھی ادا کرو۔(البقرہ:2:172)

۳۔اگر تم لوگ اللہ کا شکر ادا کرو اور خلوص نیت سے ایمان لے آؤ تو اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب دے (جبکہ) اللہ بڑا قدر دان اور سب کچھ جاننے والا ہے۔(النساء: 4:147)

۳۔ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی کہ اللہ کے شکر گزار رہو۔ جو کوئی شکر کرے اس کا شکر اس کے اپنے ہی لیے مفید ہے۔ اور جو کوئی کفر کرے تو حقیقت میں اللہ بے نیاز اور آپ سے آپ محمود ہے۔(لقمان:31:12)

حدیث

۱۔حضرت صہیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن آدمی کا بھی عجیب حال ہے کہ اس کے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے اور یہ بات کسی کو حاصل نہیں سوائے اس مومن آدمی کے کہ اگر اسے کوئی تکلیف بھی پہنچی تو اس نے شکر کیا تو اس کے لئے اس میں بھی ثواب ہے اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچا اور اس نے صبر کیا تو اس کے لئے اس میں بھی ثواب ہے۔(صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 3003)

۲۔حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اظہار پسند

کرتا ہے۔(جامع ترمذی:جلد دوم:حدیث نمبر 723)

۳۔سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اس قدر قیام فرماتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک پھٹ جاتے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیے گئے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عائشہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔(صحیح مسلم:جلد سوم:حدیث نمبر 2629)

14۔اللہ کو یاد رکھنا

ذکر کے لغوی معنی یاد کرنا، بیان، چرچا، تذکرہ، یادآوری، کسی چیز کو محفوظ کر لینا، کسی بات کا دل میں مستحضر کر لینا، حفاظت کرنا۔یہ لفظ نسیان کا الٹ ہے۔ذکر الٰہی کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ کو ہر حال میں یاد رکھنا، اس کا تصور ہر وقت ذہن میں رکھنا اور اسکی مرضی، پسند ناپسند کا خیال رکھنا سب اس میں شامل ہیں۔ذکر زبان، قلبی کیفیات اور اعمال، باڈی لینگوئج اور دیگر طریقوں سے کیا جاسکتا ہے۔

قرآن

۱۔اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔(الاحزاب:33:41)

۲۔اور ان لوگوں جیسے نہ ہونا جنہوں نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے ایسا کر دیا کہ خود اپنے تئیں بھول گئے یہ ہی بدکردار لوگ ہیں۔(الحشر 59:19)

حدیث

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بے شک ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ایک حلقے کی طرف

تشریف لے گئے تو فرمایا تمہیں کس بات نے بٹھلایا ہوا ہے صحابہ نے عرض کیا ہم اللہ کا ذکر کرنے اور اس کی اس بات پر حمد کرنے کے لئے بیٹھے ہوئے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اور ہم پر اس کے ذریعہ احسان فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ کی قسم تمہیں اس بات کے علاوہ کسی بات نے نہیں بٹھایا صحابہ نے عرض کیا اللہ کی قسم ہم صرف اسی لیئے بیٹھے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سے قسم کسی بدگمانی کی وجہ سے نہیں اٹھوئی بلکہ میرے پاس جبرائیل آئے اور انہوں نے مجھے خبر دی کہ اللہ رب العزت تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کر رہا ہے۔(صحیح مسلم:جلد سوم:حدیث نمبر 2360)

15۔اللہ سے دعا مانگنا

دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لئے رب کو پکارنا، اسی سے رجوع کرنا، اسی سے مدد طلب کرنا۔دعا مانگنا بظاہر ایک آپشنل حکم دکھائی دیتا ہے لیکن یہ دین کے بنیادی احکامات میں سے ہے۔دعا نہ مانگنے کا ایک مطلب خود کو غنی سمجھنا ہے جو کہ ایک خلاف واقعہ بات ہے کیونکہ انسان سراپا احتیاج ہے اور اس کی ضروریات اللہ ہی پوری کرسکتا ہے۔دعا نہ مانگنے کا دوسرا نتیجہ استکبار کی صورت میں نکل سکتا ہے۔دعا مانگنے کا مفہوم یہ بھی ہے کہ صرف اللہ ہی سے مانگا جائے اور کسی کو شریک نہ کیا جائے۔

قرآن

۱۔اپنے ربّ کو پکارو گڑ گڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے، یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔(الاعراف:7:55)

۲۔(اے پیغمبر، ان لوگوں سے) کہہ دو کہ میرے رب کو تمہاری ذرا پروا نہیں اگر تم اس کو نہ پکارو اب کہ تم نے (اس کی آیتوں کو) جھٹلا دیا ہے تو عنقریب (یہ جھٹلانا تمہارے لئے) وبال

(جان) ہوگا۔(الفرقان: 25:77)

۳۔اور (اے پیغمبر،) جب ہمارے بندے تم سے ہمارے بارے میں دریافت کریں تو (ان کو بتا دو کہ) ہم ان سے قریب ہی ہیں۔پکارنے والا جب ہمیں پکارتا ہے تو ہم اس کی پکار کا جواب دیتے ہیں (البقرۃ: 2:186)

حدیث

۱۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک آدمی کسی گناہ یا قطع رحمی اور قبولیت میں جلدی نہ کرے اس وقت تک بندہ کی دعا قبول کی جاتی رہتی ہے عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جلدی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کہے میں نے دعا مانگی تھی لیکن مجھے معلوم نہیں کہ میری دعا قبول ہوئی ہو۔پھر وہ اس بات سے نا امید ہو کر دعا مانگنا چھوڑ دیتا ہے۔(صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2439)

۲۔حضرت نعمان بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا عین عبادت ہے۔پھر آپ نے یہ آیت پڑھی یعنی تمہارا رب فرماتا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں۔عنقریب وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔(جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 1324۔)

16۔توبہ کرنا

توبہ کے لغوی معنی رجوع کرنا اور توجہ کرنا ہیں۔اسلام میں توبہ کا مطلب گناہوں کو دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب پلٹنا، رجوع کرنا اور معافی کی درخواست دینا ہے۔لیکن توبہ کا صرف زبان سے کرلینا کافی نہیں۔توبہ کے لئے گناہ یا خطا کا احساس یا علم ہونا، اس پر ندامت کا احساس ہونا اور فوراً اللہ سے مغفرت طلب کرنا، آئندہ گناہ نہ کرنے کا مصمم ارادہ کرنا اور اس کے لئے

ٹھوس اقدام کرنا اور اگر غلطی کا ازالہ ممکن ہو تو ازالہ کرنا جیسے اگر کسی کا مال چرایا ہے تو وہ مال واپس کرنا یا کسی کا دل دکھایا ہے تو اس سے معافی مانگنا وغیرہ اس کی شرائط ہیں۔

قرآن

۱۔کچھ شک نہیں کہ خدا توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔(النساء: 2:222)

۲۔(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف سے لوگوں سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے خدا کی رحمت سے نا امید نہ ہونا خدا تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے (اور) وہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔(الزمر 39:53)

۳۔البتہ (یاد رہے کہ) اللہ پر توبہ کی قبولیت کا حق انہی لوگوں کے لئے ہے جو نادانی سے بری حرکت کر بیٹھتے ہیں پھر فوراً توبہ کر لیتے ہیں تو اللہ بھی ایسے لوگوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اللہ بڑا علم و حکمت والا ہے۔(النساء: 4:17)

حدیث:

قرآن کے علاوہ احادیث میں بھی توبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔چنانچہ ایک جگہ توبہ کی اہمیت کو یوں بیان کیا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا میں اپنے بندے کے ساتھ وہی معاملہ کرتا ہوں جس کا وہ میرے ساتھ گمان کرتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اللہ کی قسم اللہ اپنے بندے کی توبہ پر اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے جتنا تم میں سے کوئی اپنی گمشدہ سواری کو جنگل میں پا لینے سے خوش ہوتا ہے اور جو ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے میں دو ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو میرے طرف چل کر

آتا ہے میری رحمت اس کی طرف دوڑ کر آتی ہے ۔(صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2455)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کی اہمیت کے پیش نظر حکم دیا:

لوگو اللہ سے توبہ کرو کیونکہ میں دن میں سو مرتبہ اس سے توبہ کرتا ہوں ۔(صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2362)

ایک اور حدیث میں بیان ہوتا ہے:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت رات کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا رہتا ہے تا کہ دن کے گناہ گار کی توبہ قبول کرے اور اپنا ہاتھ دن کو پھیلاتا رہتا ہے تا کہ رات کے گناہ گار کی توبہ قبول کرے یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو ۔(صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2492)۔

اللہ کی رحمت اور ایک اور بیان اس حدیث سے واضح ہوتا ہے:

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کو آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے، جس وقت کہ آخری تہائی رات باقی رہتی ہے، اور فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھے پکارے، تو میں اس کی پکار کو قبول کروں؟ کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اسے دوں؟ کون ہے جو مجھ سے مغفرت چاہے تو میں اسے بخش دوں ۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 1078)

توبہ ایک ایسا عمل ہے کہ گناہ بھی سودمند بن سکتا ہے:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سارے آدمی گناہ گار ہیں اور بہتر گناہ گار وہ ہیں جو توبہ کرتے ہیں ۔ (سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 1131)

توبہ کرنے میں ایک امر یہ مانع ہوتا ہے کہ اتنے گناہ ہو گئے ہیں معلوم نہیں کہ یہ معاف ہونگے یا نہیں ۔انہی کے لئے اس حدیث میں خوشخبری بیان ہوتی ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم اتنے گناہ کرو کہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو معاف کردیگا اور اس قدر اس کی رحمت وسیع ہے ۔(سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 1128)

دوسری جانب توبہ نہ کرنے والوں کا معاملہ یہ ہے کہ ان کے دل کی سیاہی میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مومن جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے پھر اگر توبہ کرے اور آئندہ کیلئے اس سے باز آئے اور استغفار کرے تو اس کا دل چمک کر صاف ہوجاتا ہے یہ داغ دور ہوجاتا ہے اور اگر اور زیادہ گناہ کرے تو یہ دھبہ سیاہ ہوجاتا ہے ۔(سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 1124)

17۔ آزمائش و مصیبت پر صبر کرنا

ہر قسم کے حالات میں دین پر ڈٹ جانا اور جم کر نفس اور شیطان کے حملوں کو مقابلہ کرنا، کسی مشکل کی صورت میں قسمت یا خدا کو کوسنے سے گریز کرنا، شکایت نہ کرنا وغیرہ اس میں شامل ہیں ۔صبر کا الٹ بے صبری ہے جو کئی گناہوں کا سبب بن جاتی ہے جیسے اللہ کو برا بھلا کہنا، اس کے اقدام پر تنقید کرنا، مایوس ہوجانا ۔

قرآن

ا ۔(ان مومنوں نے) جب قول و قرار کرلیا تو تنگی اور مصیبت اور (حق و باطل کی) جنگ میں صبر کرنے والے (ثابت ہوئے) ۔یہی لوگ ہیں جو (دعویٰ اسلام میں) سچے نکلے اور یہی

لوگ متقی ہیں (البقرہ: 2:177)

۲۔ (لقمان نے کہا) بیٹا، نماز قائم کر اور (لوگوں کو) اچھے کاموں (کے کرنے) کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کیا کر بیشک یہ (بڑی) ہمت کے کام ہیں۔ (لقمان: 31:17)

حدیث:

ا۔ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انصار کی ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا۔ آپ نے ان کو دیدیا یہاں تک کہ جو کچھ تھا آپ کے پاس ختم ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا میرے پاس جو کچھ بھی مال ہوگا، میں تم سے بچا نہیں رکھوں گا اور جو شخص سوال سے بچنا چاہے تو اللہ اسے بچالیتا ہے جو شخص غنی بننا چاہے تو اسے اللہ تعالیٰ غنی بنا دے گا اور جو شخص صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے صبر عطا کرے گا اور کسی شخص کو صبر سے بہتر اور کشادہ تر نعمت نہیں ملی۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 1382)

۲۔انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی قبر کے پاس سے گزرے اس وقت ایک عورت قبر کے پاس کھڑی رو رہی تھی، آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈر اور صبر کر، اس نے کہا کہ تو مجھ سے دور ہو اس لئے کہ تو میری مصیبت سے ناواقف ہے، آپ اس سے آگے بڑھ کر گزر گئے، اس عورت کے پاس سے ایک شخص گزرا اس نے پوچھا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا فرمایا، اس نے عورت نے کہا کہ میں نے ان کو پہچانا نہیں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، وہ عورت آپ کے دروازے پر پہنچی وہاں کوئی دربان نہ تھا، اس نے اندر جا کر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کی قسم میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صبر صدمہ کی ابتدا ہی میں کرنا چاہیے (کیونکہ بعد میں تو خود ہی صبر آجاتا ہے)۔ (صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 2024)

18۔اللہ یا دین کے حوالے سے جھوٹی بات منسوب کرنا

اپنی خواہش کی بنا پر حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دینا، بنا کسی دلیل کے خدا کے سفارشی مقرر کرنا، خدا کے فرشتوں سے متعلق کوئی بات اپنی طرف سے کہنا، خدا کی شریعت میں اپنی خواہش کے مطابق ترمیم کرنا، اپنی طرف سے کوئی عقیدہ گھڑ لینا، بدعت کو دین بنا کر اپنانا اس میں شامل ہیں۔

قرآن

پھر اس (حجت) کے بعد بھی جو کوئی اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے تو (یاد رکھو) ایسے ہی لوگ (درحقیقت) ظالم ہیں۔ (آل عمران 3: 94)

حدیث

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عدی اس بت کو اپنے سے دور کر دو پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورت براۃ کی یہ آیات پڑھتے ہوئے سنا کہ انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا اللہ بنالیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے لیکن اگر وہ (علماء اور درویش) ان کے لئے کوئی چیز حلال قرار دیتے تو وہ بھی اسے حلال سمجھتے اور اسی طرح ان کی طرف سے حرام کی گئی چیز کو حرام سمجھتے تھے۔ (جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 1038)

19۔بدعت سے گریز

بدعت کا مطلب ہے دین میں کسی قسم کا اضافہ کرنا۔ اس کی ممانعت اسی لئے آئی ہے کہ اللہ نے دین کامل کر دیا اور اب اس میں کسی قسم کی تبدیلی کی گنجائش نہیں۔ بدعت کے حوالے سے مختلف طبقات میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ایک گروہ کے نزدیک ہر قسم کا نیا کام بدعت ہے

خواہ وہ اچھا ہو یا برا۔دوسرے گروہ کے نزدیک دین میں اگر کوئی اچھی بات کا اضافہ کیا گیا ہو تو وہ جائز ہے اور بری بات کا اضافہ بدعت ہے۔اس معاملے کو سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ انتظامی اور تمدنی تبدیلیاں بدعت میں نہیں آتیں جیسے تلوار کی بجائے بندوق سے جہاد کرنا یا مساجد میں وضو خانے بنوانا یا لاؤڈ اسپیکر پر اذان وغیرہ۔البتہ اگر کوئی عمل اس نوعیت کا نہیں تو پھر وہ بدعت میں آسکتا ہے خواہ وہ اچھا ہی کیوں نہ ہو۔

قرآن

آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لیے بحیثیت دین، اسلام کو پسند کیا ہے۔(المائدہ:5:3)۔

حدیث

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز بلند ہو جاتی اور غصہ شدید ہو جاتا (اور یوں معلوم ہوتا) گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہوں کہ وہ صبح یا شام حملہ کرنے والا ہے اور فرماتے ہیں کہ قیامت کو اور مجھے اس طرح بھیجا گیا جس طرح یہ دو انگلیاں اور شہادت والی اور درمیانی انگلی ملا کر فرماتے امابعد کہ بہترین بات اللہ کی کتاب ہے اور بہترین سیرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت ہے اور سارے کاموں میں بدترین کام نئے نئے طریقے ہیں (یعنی دین کے نام سے نئے طریقے جاری کرنا) اور ہر بدعت گمراہی ہے پھر فرماتے ہیں کہ میں ہر مومن کو اس کی جان سے زیادہ عزیز ہوں جو مومن مال چھوڑ کر مرا وہ اس کے گھر والوں کے لئے ہے اور جو مومن قرض یا بچے چھوڑ جائے اس کی تربیت و پرورش اور ان کے خرچ کی ذمہ داری مجھ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ہے۔)

صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 1999)

20۔غیر اللہ کی قسم کھانے سے گریز

اس سے مراد کسی کے سر کی قسم کھانا یا بیٹے، ماں باپ کی قسم کھانا۔اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھانا شرک ہے اس لئے اس سے ہر صورت میں گریز کرنا چاہیئے۔

حدیث

عبداللہ بن عمر نے ایک شخص کو سنا وہ کہہ رہا تھا کہ نہیں۔قسم ہے کعبہ کی۔(یعنی وہ کعبہ کی قسم کھا رہا تھا) تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔آپ فرماتے تھے۔جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔(سنن ابوداؤد: جلد دوم: حدیث نمبر 1474)

21۔جھوٹی قسم کھانے سے گریز

اسی طرح جھوٹی قسم کھانے سے بھی گریز کرنا چاہیئے۔

حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جھوٹی قسم کھائی تا کہ اس کے ذریعہ سے کسی مسلمان کا مال ہضم کرلے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر اللہ ناراض ہوگا۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 2491)

۲۔ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے جھوٹی قسم کھا کر کسی کا حق مارا تو اللہ اس کے لئے دوزخ کو لازم کردے گا اور اس پر جنت کو حرام کردے گا ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر چہ وہ معمولی چیز ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر چہ وہ پیلو درخت کی شاخ ہی کیوں نہ ہو۔(صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 353)

22۔قسموں کی پابندی اور کفارہ

قسموں اور نذروں کی حفاظت سے مراد انہیں حتی الامکان پورا کرنے کی کوشش کرنا اور کسی خلاف ورزی کی صورت میں کفارہ ادا کرنا۔اللہ تعالیٰ نے قسم کھانے کا آپشن سی لئے موجود رکھا ہے تا کہ کوئی شخص اگر کمزور قوت ارادی رکھتا ہو تو وہ اللہ کو گواہ بنا کر کسی خاص اقدام سے باز رہے۔اسی طرح نذر ماننے کا مقصد کوئی بات پوری ہونے کی خوشی میں کسی نیکی کو انجام دینا ہے۔

قرآن

(لوگو،) تمہاری لغو قسموں پر اللہ تم سے مواخذہ نہ کرے گا، لیکن جن قسموں کو تم مضبوط کر چکے ہو ان (کے توڑنے) پر تم سے (ضرور) مواخذہ کرے گا۔سو اس (طرح کی قسمیں توڑنے) کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جیسا تم اپنے اہل وعیال کو کھلایا کرتے ہو، یا ان (دس مسکینوں) کو کپڑے پہنانا، یا ایک غلام آزاد کرنا، لیکن جس کو (یہ سب کچھ) میسر نہ ہو تو وہ پھر تین دن تک (پے درپے) روزے رکھے۔یہ ہے تمہاری قسموں کا کفارہ جب کہ تم (کچھ بوجھ کر) قسم کھا بیٹھو۔(المائد ?:5:89)

۲۔اور جب تم آپس میں قول وقرار کرو تو (سمجھ لو کہ یہ اللہ کے نزدیک ایک عہد ہو گیا۔تو) اللہ کا عہد پورا کرو اور (اپنی) قسمیں پکی کرنے کے بعد انہیں توڑ نہ ڈالو حالانکہ تم اللہ کو گواہ بنا چکے ہو۔بیشک اللہ کو معلوم ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔(النحل:16:91)

۳۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو قوم اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ غیروں کو ان پر مسلط فرما دیتا ہے جو اس قوم سے عداوت رکھتے ہیں پھر وہ ان کے اموال چھین لیتے ہیں (سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 899)

23۔توہماتی علوم سے مستقبل بینی سے گریز

توہماتی علوم وہ ہیں جنہیں مستند علم کا درجہ نہیں ملا ہے۔جیسے علم نجوم یا اسٹارز اور برجوں کا علم، ہاتھ کی لکیریں، عامل کی پیشین گوئیاں، کارڈز وغیرہ۔ان کی ممانعت اسی لئے آئی ہے کہ ان علوم کے ذریعے انسان میں توہم پرستی پیدا ہوتی ہے اور اس کے بدترین نتائج وہی نکلتے ہیں جو ہندوؤں کے ہاں پائے جاتے ہیں۔

قرآن

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، شراب، جوا، آستانے اور پانسے (یہ سب) گندے شیطانی کام ہیں۔پس ان سے اجتناب کرو تا کہ فلاح پاؤ۔(المائدہ:5:90)

حدیث

زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں بارش کے بعد جو شب میں ہوئی تھی، صبح کی نماز پڑھائی، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نماز سے) فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف اپنا منہ کر کے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ تمہارے پروردگار عزوجل نے کیا فرمایا؟ وہ بولے اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بندوں میں کچھ لوگ مومن بنے اور کچھ کافر، تو جنہوں نے کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی تو ایسے لوگ مومن بنے، ستاروں (وغیرہ) کے منکر ہوئے لیکن جنہوں نے کہا کہ ہم پر فلاں ستارے کے سبب سے بارش ہوئی وہ میرے منکر بنے ستارے پر ایمان رکھا۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 804)

۲۔ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کرتے تھے: یہ سورج اور چاند کسی کی موت وحادثات کی بنا پر نہیں گہناتے، بلکہ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں،

چنانچہ جب تم اِنھیں (گہنایا ہوا) دیکھو تو نماز پڑھو۔ (بخاری، 1042)، (مسلم، 2121)

۳۔صفیہ (تابعیہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بیوی سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا: جو شخص اپنی کسی چیز کا پتا پوچھنے عراف (مستقبل کا حال بتانے والے) کے پاس جائے گا، اُس کی چالیس دن کی نماز قبول نہ ہوگی۔ (مسلم، رقم 5821)

۴۔عائشہ رضی اللہ عنھا کہتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: یہ کاہن کچھ بھی نہیں ہوتے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ بعض اوقات ایسی بات بیان کردیتے ہیں جو سچی ہوجاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ (دراصل) جنات کی (اڑائی ہوئی باتوں میں سے ایک) بات ہوتی ہے جسے کسی جن نے اڑایا ہوتا ہے اور پھر وہ اسے اپنے (کاہن) دوستوں کے کان میں مرغی کی طرح کٹ کٹ کرتے ہوئے ڈال دیتا ہے۔ پھر وہ (لوگوں سے بیان کرتے ہوئے) اس میں اپنی طرف سے سو جھوٹ ملا دیتے ہیں۔ (مسلم، رقم 5817)

24۔نحوست اور بدشگونی سے گریز

اس کی علت بھی اوہام کی پیروی سے گریز ہے۔ بیوہ کو منحوس سمجھنا، کالی بلی راستے سے گذر جائے تو ارادہ بدل لینا، مغرب کے وقت کو بلاؤں کے نزول کی گھڑی سمجھنا، جمعرات سے شروع ہونے والی بارش کو پورا ہفتہ جاری رہنے کا سبب سمجھنا، ۱۳ کے ہندسے کو منحوس سمجھنا اسکی چند مثالیں ہیں۔ ان تمام مثالوں کی کوئی بنیاد نہ عقل میں ہے اور نہ وحی میں چنانچہ یہ اوہام کی پیروی ہے اور ان سے گریز لازمی ہے۔

قرآن

لیکن جب ان پر خوشحالی آتی تو کہتے کہ یہ تو ہمارا حق ہے (کہ ہماری کوشش کا نتیجہ ہے) اور

اگر انہیں بدحالی پیش آتی تو موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو (اپنے لئے) منحوس ٹھہراتے حالانکہ درحقیقت ان کی نحوست تو اللہ کے پاس تھی لیکن ان میں سے اکثر کو (یہ حقیقت) معلوم نہ تھی۔ (الاعراف ۱۳۱:۷)

حدیث

۱۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرض کا ایک سے دوسرے کو لگنا، شگون لینا، ہامہ (یعنی الو) اور صفر کوئی چیز نہیں ہے۔ (صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 727)

۲۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار آدمی جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو (غیر شرعی) جھاڑ پھونک نہیں کرتے، اور نہ شگون لیتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 1393)

25۔محاسبہ کرنا

یہ دیکھنا کہ آخرت کے اکاؤنٹ میں کیا جمع کیا ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم میں سے ہر شخص یہ جائزہ لے کہ اس نے کیا گناہ کئے اور کیا نیک کام کئے۔ یہ جائزہ روزانہ، ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ بنیادوں پر کیا جاسکتا ہے۔

قرآن

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ (کے غضب) سے ڈرتے رہو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ کل (قیامت) کے لئے اس نے کیا (زادِ آخرت) بھیجا ہے۔ (الحشر: 59:18)

حدیث

حضرت شداد بن اوس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو

عبادت میں لگائے اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کرے جبکہ بے وقوف وہ ہے جو اپنے نفس کی پیروی کرے اور اللہ تعالٰی سے امید رکھے۔اس کا مطلب حساب قیامت سے پہلے نفس کا محاسبہ کرنا ہے۔حضرت عمر بن خطاب سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو اس سے قبل کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے اور بری پیشی کے لئے تیار ہو جاؤ۔قیامت کے دن اس آدمی کا حساب آسان ہوگا جس نے دنیا ہی میں اپنا حساب کرلیا۔میمون بن مہران سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا بندہ اس وقت تک پرہیزگار شمار نہیں ہوتا جب تک اپنے نفس کا محاسبہ نہ کرے جس طرح اپنے شریک سے کرتا ہے کہ اس نے کہاں سے کھایا اور کہاں سے پہنا۔(جامع ترمذی:جلد دوم:حدیث نمبر 357)

26۔ریا کاری سے گریز

اس سے مراد خالق کے احکامات کو مخلوق کی خوشنودی، ان میں مقبولیت کے لئے انجام دینا ہے۔اس کا ایک اور مفہوم یہ ہے کہ اپنی نیت میں اخلاص پیدا کرکے سب کچھ اللہ کی رضا کے لئے کرنے کی بجائے کسی اور دنیوی مفاد کے تحت سرانجام دینا۔مثال کے طور پر روزہ اس لئے رکھنا کہ لوگوں کہ لوگوں کی تنقید سے بچا جا سکے۔یہ عمل ریا کاری ہے۔

قرآن

۱۔اور وہ لوگ بھی (اللہ کو ناپسند ہیں) جو مال خرچ کریں (تو) لوگوں کے دکھانے کو اور (درحقیقت) نہ اللہ پر ایمان رکھیں اور نہ روز آخرت پر (النساء4:38)

۲۔(تباہی ہے ان کے لئے) جو ریا کاری کرتے ہیں۔(الماعون 107:6)

حدیث

۱۔حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال کا دارومدار نیت پر ہے ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی پس جس شخص نے ہجرت اللہ

اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کی ہے اور جس کی ہجرت دنیا کے لئے ہوئی تو وہ اس کا اجر حاصل کرے گا یا عورت کی طرف ہوئی اس سے نکاح کرنے کے لئے ہوئی تو وہ اس سے نکاح کرلے گا پس اس کی ہجرت اسی طرف ہوگی جس طرف ہجرت کرنے کی اس نے نیت کی ہو گی۔(حدیث: صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 430)

۲۔ابو ہریرہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے دن جس کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہوگا اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا وہ کہے گا میں نے تیرے راستہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوگیا اللہ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو تو اس لئے لڑتا رہا کہ تجھے بہادر کہا جائے۔پس وہ تو تجھے کہا جا چکا۔پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دو۔یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔دوسرا شخص جس نے علم حاصل کیا اور اسے لوگوں کو سکھایا اور قرآن کریم پڑھا اسے لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی۔وہ انہیں پہچان لے گا تو اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم حاصل کیا پھر اسے دوسروں کو سکھایا اور تیری رضا کے لئے قرآن مجید پڑھا۔اللہ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا۔تو نے علم اس لئے حاصل کیا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس کے لئے پڑھا کہ تجھے قاری کہا جائے سو یہ کہا جا چکا۔پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔تیسرا وہ شخص ہوگا جس پر اللہ نے وسعت کی تھی اور اسے ہر قسم کا مال عطا کیا تھا اسے بھی لایا جائے گا اور اسے اللہ کی نعمتیں جتوائی جائیں گی وہ انہیں پہچان لے گا اللہ فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے تیرے راستہ میں جس میں خرچ کرنا تجھے پسند ہو تیری رضا حاصل کرنے

کے لئے مال خرچ کیا اللہ فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا بلکہ تو نے ایسا اس لئے کیا کہ تجھے سخی کہا جائے تحقیق! وہ کہا جا چکا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم: جلد سوم، حدیث نمبر 426)

یونٹ 4: معاشرت

اگر یہ دنیاوی رشتے نہ ہوتے تو اللہ سے تعلق ایک بندے کو جنت میں لے جانے کے لئے کافی تھا۔ جب ایک شخص اپنے رب سے تعلق پیدا کرنے کے بعد اردگرد نگاہ دوڑاتا ہے تو اسے بے شمار اپنے جیسے انسانوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ وہ ان انسانوں سے رابطہ کرنے، میل جول رکھنے اور معاملات کرنے کے لئے مجبور ہے۔ کبھی وہ آجر کی حیثیت سے مزدوروں کا محتاج ہے تو کبھی خریدار کے طور پر سیلر کا منتظر۔ کبھی وہ اپنی جنسی ضروریات اور بقا کے لئے خاندان بنانے پر مجبور ہے تو کہیں سماجی احتیاج کے لئے رفقا کا طالب۔ یہ سب کچھ اسے معاشرتی تقاضوں کو ماننے اور انہیں پورا کرنے پر مجبور کرتا ہے کیونکہ اس کے بغیر وہ معاشرے میں نہیں رہ سکتا۔ یہی معاشرتی تقاضے اسلام نے بڑی خوبصورتی سے بیان کئے اور ان کی حدود و قیود متعین کر دی ہے۔

الف۔ مرد و زن کا اختلاط

اس ضمن میں شریعت نے سب سے پہلے مرد و زن کے اختلاط کے بارے میں حدود و قیود کا تعین کر دیا کہ کوئی شخص جانور کی طرح ہر کسی سے جنسی تعلق قائم نہیں کر سکتا۔ انسان کے جنسی تعلق قائم کرنے کے حدود و قیود ہیں۔ نیز آزادانہ جنسی تعلق کو فروغ دینے والے عوامل پر بھی قدغن لگائی گئی تاکہ معاشرہ میں اس نوعیت کا کوئی بگاڑ پیدا نہ ہو پائے۔ اس ضمن میں درج ذیل احکامات آتے ہیں۔

27۔ زنا سے گریز

یہ ایک کبیرہ گناہ ہے اور اگر اس کے ساتھ آخرت میں خدا کے حضور کوئی پہنچتا ہے تو جہنم کی سزا کا قوی

امکان ہے۔ زنا میں عورت اور مرد کا ناجائز تعلق بھی آتا ہے اور ہم جنس پرستی بھی اسی قبیل کا عمل ہے۔

قرآن

۱۔ (وہ مسلمان فلاح پا گئے جو) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ (المعارج: 70:29)

۲۔ اور زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو۔ یقیناً وہ بڑی بے حیائی (کی بات) ہے اور (بہت ہی) برا چلن ہے۔ (بنی اسرائیل: 17:32)

۳۔ اور نہ (مومنین) زنا (کا ارتکاب) کرتے ہیں اور جو کوئی ایسے کام کرے گا وہ (اپنے) گناہ کا بدلہ پائے گا (الفرقان: 25:68)

حدیث

۱۔ ابو بکر بن عبد الرحمٰن، ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زانی مومن ہونے کی حالت میں زنا نہیں کرتا ہے اور نہ مومن ہونے کی حالت میں شراب پیتا ہے اور شراب پینے والا مومن ہونے کی حالت میں شراب نہیں پیتا اور نہ مومن ہونے کی حالت میں کوئی شخص اس طرح لوٹتا ہے کہ اس کی طرف لوگ نظریں اٹھا کر دیکھ رہے ہوں۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 2313)

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کو قوم لوط جیسا عمل کرتے پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دو۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1498)

نوٹ: یہ قتل ریاست کے تحت ہی ممکن ہے اور کسی فرد کو اس کی اجازت نہیں۔

۳۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نوجوان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے زنا کرنے کی اجازت دے

دیجئے لوگ اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے ڈانٹنے لگے اور اسے پیچھے ہٹانے لگے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے قریب آجاؤ۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تم اپنی والدہ کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ بھی اسے اپنی ماں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ پھر پوچھا کیا تم اپنی بیٹی کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ بھی اسے اپنی بیٹی کے لیے پسند نہیں کرتے۔ پھر پوچھا کیا تم اپنی بہن کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ بھی اسے اپنی بہن کے لے پسند نہیں کرتے، پھر پوچھا کیا تم اپنی پھوپھی کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ بھی اسے اپنی پھوپھی کے لیے پسند نہیں کرتے۔ پھر پوچھا کیا تم اپنی خالہ کے حق میں بدکاری کو پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم کبھی نہیں، میں آپ پر قربان جاؤں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ بھی اسے اپنی خالہ کے لیے پسند نہیں کرتے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس کے جسم پر رکھا اور دعاء کی کہ اے اللہ! اس کے گناہ معاف فرما، اس کے دل کو پاک فرما اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما، راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد اس نوجوان نے کبھی کسی کی طرف توجہ بھی نہیں کی۔ (مسند احمد: جلد نہم: حدیث نمبر 2259)

28۔ اعضاء کے زنا سے گریز

آنکھ کا زنا شہوت سے نامحرم کو دیکھنا، کان کا زنا شہوت کی باتیں سننا، ناک کا زنا ناجائز شہوانی بو کو لذت کے لئے سونگھنا، پاؤں کا زنا ناجائز شہوت کی تکمیل میں قدم بڑھانا، ہاتھ اور جلد کا زنا ناجائز جنسی

لذت کا لمس، دماغ کا زنا شہوت سے تصورات کی دنیا میں کھو جانا ہے۔ ہمارے معاشرے میں اعضاء کے زنا کے بنیادی طریقے ڈیٹ لگانا، شہوانی خط و کتابت کرنا، جنسی لگاوٹ سے چیٹنگ کرنا، ٹی وی پر آنکھیں سینکنا، بلو پرنٹ فلمیں دیکھنا، انٹرنیٹ پر تصاویر یا وڈیو دیکھنا، اخبارات و رسائل میں شہوت کی نگاہ سے نظر ڈالنا، فحش گانے سن کر حظ اٹھانا، گندی باتیں کرنا یا سننا، فحش خیالات کو دماغ میں جگہ دینا سب شامل ہیں۔ البتہ ان میں وہ اقدامات مستثنیٰ ہیں جو غیر اختیاری ہوں۔

قرآن

۱۔ اور بے حیائی کی باتوں کے پاس بھی نہ پھٹکنا (خواہ) وہ علانیہ ہوں یا پوشیدہ۔ (الانعام: 6:151)

۲۔ اور زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو۔ یقیناً وہ بڑی بےحیائی (کی بات) ہے اور (بہت ہی) برا چلن ہے۔ (بنی اسرائیل: 17:32)

۳۔ اور (دیکھو) جس بات کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ لگو۔ (یاد رکھو) کان، آنکھ اور دل ان سب سے (قیامت کے دن) باز پرس ہونی ہے۔ (بنی اسرائیل: 17:36)

حدیث

۱۔ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سے بہتر کوئی بات نہیں جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے لئے ایک حصہ زنا کا لکھ دیا ہے جو اس سے یقیناً ہو کر رہے گا چنانچہ آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بات کرنا ہے اور نفس خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 1174)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر انسان کا بدکاری میں حصہ ہے چنانچہ آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا دیکھنا ہے ہاتھ بھی زنا

کرتے ہیں اوران کا زنا پکڑنا ہے پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اوان کا زنا چل کر جانا ہے منہ بھی زنا
کرتا ہے اوراس کا زنا بوسہ دینا ہے دل خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا
تکذیب کرتی ہے ۔(مسند احمد: جلد چہارم: حدیث نمبر 1349)

۳۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کوفرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کسی کو کوئی عورت اچھی لگے اوراس کے دل میں واقع ہو
جائے تو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کی طرف ارادہ کرے اوراس سے صحبت کرے کیونکہ یہ اس کے دل
کے میلان کو دور کرنے والا ہے ۔(صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر 916)

۴۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے
فرمایا علی! پہلی نظر کسی نامحرم پر پڑنے کے بعد اس پر دوسری نظر نہ ڈالنا کیونکہ پہلی نظر تو تمہیں
معاف ہوگی، دوسری نہیں ۔(مسند احمد: جلد اول: حدیث نمبر 1298)

۵۔۔عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
عورتوں کے پاس (تنہائی میں) جانے سے بچو، انصار کے ایک آدمی نے کہا کہ آپ کا دیور (یا
جیٹھ)۔کے بارے میں کیا خیال ہے، آپ نے فرمایا کہ دیور (یا جیٹھ کا تنہائی میں جانا)۔تو
موت (کو دعوت دینا) ہے ۔(بخاری، رقم 5232)، (مسلم، رقم 5674)

۶۔حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی
نامحرم پر اچانک نظر پڑ جانے کے متعلق سوال کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ میں
اپنی نگاہیں پھیر لیا کروں ۔(مسند احمد: جلد ہشتم: حدیث نمبر 976)

۷۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے جماعت مہاجرین پانچ چیزوں میں جب تم مبتلا ہو جاؤ اور

میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تم ان چیزوں میں مبتلا ہو ۔اول یہ کہ جس قوم میں فحاشی اعلانیہ
ہونے لگے تو اس میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو ان سے پہلے لوگوں میں نہ
تھیں اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو وہ قحط مصائب اور بادشاہوں (حکمرانوں) کے ظلم
وستم میں مبتلا کر دی جاتی ہے اور جب کوئی قوم اپنے اموال کی زکوۃ نہیں دیتی تو بارش روک دی
جاتی ہے اور اگر چوپائے نہ ہوں تو ان پر کبھی بھی بارش نہ برسے اور جو قوم اللہ اور اس کے رسول
کے عہد کو توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ غیروں کو ان پر مسلط فرما دیتا ہے جو اس قوم سے عداوت رکھتے ہیں
پھر وہ ان کے اموال چھین لیتے ہیں اور جب مسلمان حکمران کتاب اللہ کے مطابق فیصلے نہیں
کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ نظام میں (مرضی کے کچھ احکام) اختیار کر لیتے ہیں (اور
باقی چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو خانہ جنگی اور) باہمی اختلافات میں مبتلا فرما دیتے
ہیں ۔(سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 899)

29۔با حیا ہونا

حیا ایمان کی ایک شاخ ہے اوراس کا تقاضا مردوں اور عورتوں دونوں سے یکساں کیا گیا
ہے ۔ان پابندیوں میں نگاہیں پست رکھنا یعنی ان میں پاکیزگی پیدا کرنا، مناسب لباس کا اہتمام
، نامحرم سے جنسی نیت سے بے تکلفی سے گریز وغیرہ شامل ہیں ۔عورتوں پر اس کے علاوہ ایک
اضافی پابندی ہے اور یہ کہ وہ اپنی زینتوں کا اظہار نہ کریں ۔لیکن کچھ علماء کے نزدیک زینت میں
چہرہ شامل ہے اور کچھ کے نزدیک نہیں ۔اس کے علاوہ خواتین کو ان اقدامات سے منع کیا گیا ہے
جو مردوں کو متوجہ کرتے اور زنا کا محرک بنتے ہیں ۔

قرآن

اور (اے پیغمبر،) مومن عورتوں سے کہو کہ (وہ بھی) اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں

کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے۔اور اپنے سینوں پر دوپٹوں کے بکل مارے رہیں اور اپنی زینت ظاہر نہ ہونے دیں۔(النور:24:31)

حدیث

ا۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں، اور حیا (بھی) ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔(صحیح بخاری:جلد اول:حدیث نمبر 8)

۲۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ والوں کی دو قسمیں ایسی ہیں کہ جنہیں میں نے نہیں دیکھا ایک قسم تو ان لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہیں جس سے وہ لوگوں کو مارتے ہیں اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہیں وہ سیدھے راستے سے بہکانے والی اور خود بھی بھٹکی ہوئی ہیں ان عورتوں کے سر بختی اونٹوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہیں وہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پاسکیں گی جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت (یعنی دور) سے محسوس کی جاسکتی ہے۔(صحیح مسلم:جلد سوم:حدیث نمبر 1085)

۴۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جاتا ہے۔بے حیائی ظلم ہے اور ظلم جہنم میں لے جاتا ہے۔(جامع ترمذی:جلد اول:حدیث نمبر 2097)

30۔نکاح میں تاخیر سے گریز

بلوغت کے بعد لڑکے یا لڑکی کا غیر ضروری نکاح میں تاخیر کرنا کئی مفاسد کا باعث بنتا ہے۔

قرآن

اور (دیکھو) تم میں سے جو بے نکاح ہوں ان کا نکاح کر دیا کرو اور (اسی طرح) تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو نیک بخت ہوں ان کا بھی۔اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا۔اللہ بڑی وسعت والا (اور خوب) جاننے والا ہے۔(النور 24:32)

حدیث

عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ میں علقمہ اور اسود کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے فرمایا ہم جس زمانہ میں جوان تھے اور ہم کو کچھ میسر نہ تھا تو ہم سے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے نوجوانوں کے گروہ! جو کوئی نکاح کی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح کرلے کیوں کہ نکاح پرائی عورت کو دیکھنے سے نگاہ کو نیچا کر دیتا ہے اور حرام کاری سے بچاتا ہے، البتہ جس میں قوت نہ ہو تو وہ روزہ رکھے کیوں کہ روزہ رکھنے سے شہوت کم ہو جاتی ہے۔(صحیح بخاری:جلد سوم:حدیث نمبر 60)

31۔حدود مباشرت کی پابندی کرنا

اس کا مطلب حیض اور نفاس کے دوران مباشرت سے گریز اور غیر فطری طرز پر مباشرت سے اجتناب برتنا شامل ہے۔

قرآن

اور (اے پیغمبر، لوگ) تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔(ان سے) کہہ دو کہ وہ گندگی (کی حالت) ہے، پس حیض کے دنوں میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہولیں ان کے پاس نہ جاؤ پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جدھر سے اللہ نے تم کو بتایا ہے (البقرۃ:2:222)

حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی بیوی کی دبر میں جماع کرے وہ ملعون ہے۔(سنن ابوداؤد: جلد دوم: حدیث نمبر 395)

ب۔خاندانی معاملات

ایک صالح جنسی تعلق قائم ہونے کے بعد خاندان وجود میں آتا ہے۔چنانچہ والدین کے حقوق، رحمی رشتوں کے تحفظ، میاں بیوی کے تعلقات اور اولاد کی تعلیم وتربیت کے بارے میں احکامات دیئے تا کہ خاندانی نظام کسی شکست وریخت کا شکار ہوکر طاغوتی قوتوں کے ہتھے نہ چڑھ جائے۔

32۔والدین کے ساتھ حسن سلوک

یعنی انکی خبر رکھنا، انکی ضروریات پوری کرنا، انکی زیادتیوں پر بھی درگزر کرنا، انکے لئے دعا کرنا، بدتمیزی اوراونچے لہجے میں بات کرنے سے بچنا وغیرہ۔البتہ حسن سلوک ایک وسیع مفہوم ہے جس میں اپنا جائز حق بھی چھوڑ دینا مستحسن ہے۔لیکن خدا کی معصیت میں کوئی اطاعت نہیں۔

قرآن

ا۔اوروالدین کے ساتھ حسن سلوک (کرتے رہو)(الانعام: 6:151)

۲:اوروالدین کے ساتھ حسن سلوک رکھو،ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچیں تو انہیں اف تک نہ کہو اور نہ ان کو جھڑکو اوران سے ادب کے ساتھ بات چیت کرو(بنی اسرائل 17:23)

۳۔ان سے کہہ دو کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اپنے والدین پر، رشتے داروں پر، یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں پر (خرچ کرو)،اور جو بھی نیکی تم کروگے اللہ اس سے باخبر ہوگا۔(البقرہ:2:215)

۴۔اوران کے سامنے شفقت اورانکساری کے ساتھ جھکے رہو اوران کے حق میں (ہمیشہ)

دعا کرتے رہو کہ اے میرے رب، جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا پرورش کیا ہے (اور میرے حال پر رحم کرتے رہے ہیں) اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔(بنی اسرائل: 17:24)

حدیث

ابوعمرو شیبانی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کون سا عمل سب سے افضل ہے۔آپ نے فرمایا کہ اپنے وقت پر نماز پڑھنا۔میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ فرمایا اپنے والدین کی خدمت کرنا۔میں نے عرض کیا کہ پھر کون سا؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اس کے بعد میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں پوچھا اگر میں آپ سے زیادہ پوچھتا تو آپ اور زیادہ مجھے بتا دیتے۔(صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 51)

۲۔حضرت ابویوہرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ناک خاک آلود ہوگئی پھر ناک خاک آلود ہوگئی پھر ناک خاک آلود ہوگئی عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول وہ کون آدمی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا (ان کی خدمت کر کے) اور جنت میں داخل نہ ہوا۔(صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2013)

۳۔حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میرے پاس مال بھی ہے اوراولاد بھی میرا باپ میرے مال پر قبضہ کرنا چاہتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے تمہاری اولاد تمہاری سب سے پاکیزہ کمائی ہے لہٰذا اپنی اولاد کی کمائی کھا سکتے ہو۔(مسند احمد: جلد سوم: حدیث نمبر 2491)

33۔رحمی رشتوں کے حقوق کی دائیگی

رحمی رشتوں سے مراد بھائی، بہن، اولاد، خالہ ماموں، چچا، پھوپھی بھانجا بھانجی، بھتیجا بھتیجی

وغیرہ شامل ہیں۔ اچھے تعلقات سے مراد انکی خبر گیری رکھنا اور مصیبت میں کام آنا، ان کی برائی کا جواب بھلائی سے دینے کی کوشش کرنا اور کسی بھی صورت میں قطع تعلق سے گریز کرنا شامل ہے۔

قرآن

(مسلمانو،) اللہ حکم دیتا ہے عدل اور احسان اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا۔(النحل:16:90)

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، تو اس کو چاہئے کہ صلہ رحمی کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اس کو چاہئے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔(صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 1072)

34۔رحمی رشتوں سے قطع تعلق سے گریز

قطع تعلق سے مراد ناطہ توڑ لینا، سوشل بائیکاٹ کرنا اور بات چیت بند کر لینا شامل ہیں

قرآن

۱۔جو اللہ کے عہد کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور اللہ نے جن (تعلقات) کو جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے انہیں کاٹتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ یہی لوگ (آخرکار) نقصان اٹھائیں گے۔(البقرہ:2:27)

۲۔اور قرابت داری کے معاملے میں بھی (اللہ سے ڈرو)۔ بیشک اللہ تمہارے اوپر نگراں ہے۔(النساء:4:1)

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک آدمی کسی گناہ یا قطع رحمی اور قبولیت میں جلدی نہ کرے اس وقت تک بندہ کی دعا قبول کی جاتی رہتی ہے۔(صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2439)

۲۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے کچھ رشتہ دار ایسے ہیں جن سے میں تعلق جوڑتا ہوں اور وہ مجھ سے تعلق توڑتے ہیں میں ان سے نیکی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے برائی کرتے ہیں اور میں ان سے بردباری کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بداخلاقی سے پیش آتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو واقعی ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے کہا ہے تو گویا کہ تو ان کو جلتی ہوئی راکھ کھلا رہا ہے اور جب تک تو ایسا ہی کرتا رہے گا اللہ کی طرف سے ایک مددگار ان کے مقابلے میں تیرے ساتھ رہے گا۔(صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2028)

۳۔جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔(صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 922)

35۔شوہر اور بیوی کا باہمی حقوق ادا کرنا

شوہر کا بنیادی فرض نان ونفقہ کمانا جبکہ بیوی کا کام گھر کے امور حسن کے ساتھ انجام دینا ہیں۔ البتہ دیگر معاملات میں ایک دوسرے کے مزاج کا خیال کرنا، رازداری رکھنا، بچوں کی تربیت میں ہاتھ بٹانا، دکھ درد میں کام آنا وغیرہ شامل ہیں۔

قرآن

۱۔اور (دیکھو) عورتوں کے لئے بھی دستور (شرعی) کے مطابق ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں(البقرۃ:2:228)

۲۔مرد عورتوں پر قوام ہیں اس بنا پر کہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال (عورتوں پر) خرچ کرتے ہیں۔پس جو نیک عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور (شوہروں کے پیٹھ پیچھے) اللہ کی حفاظت (ونگرانی) میں (ان کے حقوق ومفاد کی) نگہداشت کرتی ہیں۔(النساء: 4:34)

حدیث

۱۔عبداللہ بن عمر بن عاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مجھے یہ خبر نہیں پہنچی کہ تو دن بھر روزے رکھتا ہے اور رات بھر قیام کرتا ہے۔میں نے عرض کیا جی ہاں۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس طرح ہرگز روزہ نہ رکھو تم افطار بھی کرو رات کو قیام بھی کرو اور سو بھی جایا کرو اس لئے کہ تم پر تمہارے جسم کا حق بھی ہے تمہارے نفس کا بھی حق ہے تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔(صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 187)

۲۔ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان اپنی بیوی بچوں کی ذات پر کار ثواب سمجھ کر خرچ کرتا ہے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے۔(صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 330)

۳۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی آدمی جب اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ اس کے بلانے پر (بنا کسی جائز عذر کے) انکار کر دے تو آسمان والا یعنی اللہ اس عورت پر ناراض رہتا ہے۔(صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر 1048)

۴۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے پھر وہ اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے پس اس کے نزدیک

مرتبے کے اعتبار سے وہی مقرب ہوتا ہے جو فتنہ ڈالنے میں ان سے بڑا ہو۔ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے اس اس طرح کیا تو شیطان کہتا ہے تو نے کوئی (بڑا کام) سرانجام نہیں دیا پھر ان میں سے ایک (اور) آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے (فلاں آدمی) کو اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہ ڈلوا دی شیطان اسے اپنے قریب کر کے کہتا ہے ہاں! تو ہے (جس نے بڑا کام کیا ہے) اور وہ اسے غالباً اپنے سے چمٹا لیتا ہے۔(صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2605)

۵۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے ہر شخص نگران ہے اور ہر شخص سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی، آدمی اپنے اہل پر نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا، عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگران ہے، اس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی، خادم اپنے آقا کے مال کا محافظ ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں پرسش ہوگی۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 859)

36۔بیوی کا مہر ادا کرنا

مہر نکاح کی رات دینا تو مستحسن ہے البتہ اسے باہمی رضامندی سے موخر یا معاف بھی کیا جا سکتا ہے، لیکن ہماری سوسائٹی میں تاخیر کو ایک عام بات اور معاف کروانے کو حق سمجھا جانے لگا ہے۔اسی لئے مہر کی رقم بعض اوقات دولہا کی استطاعت سے باہر ہونے کے باوجود باعث تشویش نہیں ہوتی کیونکہ اس کی ادائیگی کا ارادہ ہی نہیں ہوتا۔دوسری جانب دلہن والے مہر زیادہ اس لئے رکھواتے ہیں تاکہ شوہر طلاق دینے کے ارادے سے باز رہے۔ان تمام باتوں کے باوجود مہر کی جلد از جلد ادائیگی ہی اسوہ رسول ﷺ ہے۔

قرآن

پھر جن عورتوں سے تم نے لطف (صحبت) اٹھایا ہوتو ان سے جو مہر ٹھہرا تھا ان کے حوالے کردو اور اگر مہر مقرر کرنے کے بعد آپس کی رضامندی سے کوئی بات ٹھہر جائے تو تم پر گناہ نہیں (النساء 4:24)

حدیث

ابوالخیر عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شرطیں سب سے زیادہ پوری کیے جانے کی مستحق ہیں جن کے ذریعہ عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال سمجھا گیا۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 2605)

37۔طلاق کو شریعت کی حدود میں رکھنا

طلاق کی حدود سے مراد یہ ہے کہ اگر طلاق ناگزیر ہو ہی جائے تو طلاقیں مخصوص وقفوں سے دینا، ایک ساتھ تین طلاقیں نہ دینا، الزام تراشی سے گریز کرنا، غصہ کو حاوی نہ ہونے دینا، طلاق سے پہلے مصالحت کی کوشش کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

طلاق ایک انتہائی نازک معاملہ ہے۔اس میں سب سے زیادہ متنازعہ بات ہمارے فقہا کے درمیان یہ ہے کہ اگر کسی نے ایک ہی مرتبہ تین طلاقیں دے دیں تو آیا یہ تین شمار ہونگی یا ایک؟ تین شمار ہونے پر فریقین میں ملاپ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی الا یہ کہ وہ عورت کہیں اور نکاح کرے اور اتفاقی طور پر دوسرا شوہر بھی اسے طلاق دے دے۔اس صورت میں وہ اپنے پہلے شوہر کے نکاح میں دوبارہ آسکتی ہے۔لیکن اگر ایک نشست میں دی گیٔ تین طلاقیں ایک ہی شمار کی جائیں تو پھر رجوع کی گنجائش ہوتی ہے۔اس سلسلے میں روایات اور فقہا کی رائے میں تضاد ہے۔احادیث یہ بیان کرتی ہیں کہ اگر ایک شخص نے ایک ہی نشست میں تین طلاقیں دیں تو انہیں نبی کریم بالعموم ایک ہی شمار کرتے تھے الا یہ کہ طلاق دینے والا خود اعتراف کرلے کہ اس کی نیت تین طلاقوں کی ہی

تھی۔ دوسری جانب فقہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتظامی اور عارضی فیصلے کو دائمی سمجھ کر ایک نشست میں دی گئی تین طلاقوں کو تین ہی شمار کرتے ہیں۔اس کی تفصیل اس اثر میں موجود ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دور خلافت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو سال تک تین طلاق ایک ہی شمار کی جاتی تھیں سو عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس حکم میں جو انہیں مہلت دی گئی تھی جلدی شروع کر دی ہے پس اگر ہم تین ہی نافذ کردیں تو مناسب ہوگا چنانچہ انہوں نے تین طلاق ہی واقع ہو جانے کا حکم دے دیا۔ (صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر 1180)

قرآن

اے پیغمبر، (مسلمانوں سے کہو کہ) جب تم لوگ (اپنی) بیویوں کو طلاق دینے لگو تو ان کو عدت کے لئے طلاق دو اور (طلاق کے بعد ہی سے) عدت (کے زمانے کا) شمار کرو اور اپنے رب اللہ سے ڈرتے رہو (زمانہ عدت میں) انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں الا یہ کہ وہ کسی کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں (تو ان کو نکال دینے میں حرج نہیں)۔اور یہ اللہ کی حد بندیاں ہیں اور جو کوئی اللہ کی (مقرر کی ہوئی) حدود سے تجاوز کرے گا تو وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا۔(الطلاق 65:1)

۲۔اور اگر تمہیں میاں بیوی میں کھٹ پٹ کا اندیشہ ہوتو ایک پنچ مرد کے کنبے میں سے مقرر کرو اور ایک پنچ عورت کے کنبے میں سے۔اگر دونوں پنچوں کی نیت اصلاح حال کی ہوگی تو اللہ میاں بیوی میں باہم موافقت کرا دے گا۔ بیشک اللہ (سب کچھ) جاننے والا (اور) باخبر ہے۔(النساء 4:35)

۳۔اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وہ اپنے آپ کو تین حیض تک (نکاح ثانی سے) روکے

رکھیں، اور اگر اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہیں تو ان کے لئے جائز نہیں کہ جو چیز اللہ نے ان کے رحم میں پیدا کر دی ہو اسے چھپائیں۔ اور ان کے شوہر اصلاح حال پر آمادہ ہوں تو اس (مدت کے) دوران وہ ان کو (اپنی زوجیت) میں واپس لے لینے کے زیادہ حق دار ہیں۔(البقرۃ:2:228)

۴۔ اور جب تم نے عورتوں کو (دوبار) طلاق دیدی اور ان کی عدت پوری ہونے کو آئی تو یا انہیں ٹھیک طریقے پر روک لو یا ٹھیک طریقے پر رخصت کر دو اور ان کو ایذا دہی کے لئے نہ روکو کہ یہ زیادتی ہوگی اور جو ایسا کرے گا تو وہ اپنے ہی اوپر ظلم کرے گا اور اللہ کے احکام کو ہنسی (کھیل) نہ بنالو(البقرۃ: 2:231)

حدیث

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی۔ عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے حکم دیا کہ وہ اس سے رجوع کر لے۔ پھر اسے چھوڑے رکھے۔ یہاں تک کہ اسے دوسرا حیض آئے۔ پھر بھی اسے چھونے سے پہلے طلاق دیدے۔ پس یہ وہ عدت ہے جس کا اللہ عزوجل نے ان عورتوں کو حکم دیا ہے جنہیں طلاق دی گئی ہو۔ نافع کہتے ہیں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب اس آدمی کے بارے میں پوچھا جاتا جس نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی ہوتی تو وہ فرماتے تو نے ایک طلاق دی یا دو؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اسے حکم دیا رجوع کرنے کا پھر اسے چھوڑے رکھا یہاں تک کہ اسے دوسرا حیض آئے۔ پھر اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ پاک ہو جائے۔ پھر اسے چھونے سے پہلے طلاق دے اور اگر تو نے اسے تین طلاقیں (اکٹھی) دے دیں تو تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اس حکم میں جو اس نے تجھے تیری بیوی کو طلاق دینے کے بارے میں دیا

اور وہ تجھ سے بائنہ (جدا) ہو جائے گی۔ (صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر 1163)

38۔ عدت میں شریعت کو ملحوظ رکھنا

مرد کے لئے یہ ہدایت ہے کہ دوران عدت عورت کو گھر سے باہر نہ نکالے، اسے نان ونفقہ دے۔ جبکہ عورت کا اس دوران نکاح سے گریز اور بیوہ کا بناؤ سنگھار سے گریز شامل ہیں۔ عدت کی اصل وجہ یہ ہے کہ اگر عورت کے پیٹ میں سابقہ شوہر کا کوئی بچہ موجود ہے تو وہ ظاہر ہو جائے۔ اسی لئے حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔

قرآن

اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وہ اپنے آپ کو تین حیض تک (نکاح ثانی سے) روکے رکھیں، اور اگر اللہ پر اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہیں تو ان کے لئے جائز نہیں کہ جو چیز اللہ نے ان کے رحم میں پیدا کر دی ہو اسے چھپائیں۔ اور ان کے شوہر اصلاح حال پر آمادہ ہوں تو اس (مدت کے) دوران وہ ان کو (اپنی زوجیت) میں واپس لے لینے کے زیادہ حق دار ہیں (بشرطیکہ تین طلاقیں واقع نہ ہوگئی ہوں)۔(البقرۃ:2:228)

۲۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب تم مومن عورتوں سے نکاح کرو پھر ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو تمہاری طرف سے ان پر کوئی عدت (واجب) نہیں جس کو تم شمار کرنے لگو۔ پس (ایسی صورت میں) انہیں کچھ دے دلا کر خوش اسلوبی سے رخصت کر دو (الاحزاب:33:49)

۳۔ اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور (اپنے پیچھے) بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رکھیں پھر جب اپنی مدت پوری کر لیں تو جائز طور پر جو کچھ اپنے حق میں کریں اس کا تم (وارثان میت پر) کوئی الزام نہیں اور تم لوگ جو کچھ (بھی) کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔(البقرۃ:2:234)

39۔اولاد کی تربیت کرنا

اس کا مطلب اولاد کو ایمان، اخلاق کی دعوت دینا، انہیں اس کا پابند بنانا، ان میں عمل صالحہ پیدا کرنے کی کوشش کرنا اور انکی دینی تعلیم کو مکمل کرنا شامل ہیں۔

قرآن

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنے آپ کو اور اپنے اہل (وعیال) کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے۔(التحریم 66:6)

حدیث

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگاہ رہو تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور تم سب سے ان کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا پس وہ امیر جو لوگوں کا ذمہ دار ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور جو آدمی اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کی ذمہ دار ہے اس سے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا اور غلام اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا آگاہ رہو تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔
(صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 227)

یونٹ 5: اخلاقیات

خاندان وجود میں آجانے کے بعد انسان کا تعلق محض اپنے بیوی بچوں، ماں باپ، بہن بھائی اور رشتے داروں ہی سے نہیں رہتا بلکہ اسے معاشرے کے دیگر طبقات سے معاملات کرنے ہوتے ہیں۔

انسان چونکہ سراپا احتیاج ہے اس لئے اسے دن میں بیسیوں مرتبہ لوگوں سے میل ملاپ کرنا پڑتا ہے۔ اس میل جول میں کبھی اچھے تعلقات ہوتے ہیں تو کبھی برے۔ کبھی مفادات اور مجبوریاں انسان کو برائی کی جانب مائل کرتی ہیں تو کبھی اس کے نفسیاتی رویئے مسائل پیدا کرتے ہیں۔ یہ ایک کڑی آزمائش ہے اور اس آزمائش کے اصول بھی اسلام نے بہت خوبصورتی سے طے کر دیئے ہیں۔

الف۔ جان و مال کی حرمت

اخلاقیات کا پہلا اصول دوسرے کی جان اور مال کی حرمت ہے۔ کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی کی جان کو ناحق نقصان پہنچائے، اسے قتل یا مضروب کرے، اسے نفسیاتی یا جسمانی زک پہنچائے۔ اسی طرح دوسرے کے مال، دولت، عزت و آبرو پر بھی ہر قسم کی دست درازی پر پابندی لگا دی گئی تا کہ ایک صالح معاشرہ وجود میں آسکے اور لوگ بے خوف و خطر ایک بھائی چارے کے ماحول میں زندگی گذار سکیں۔ جان و مال کو نقصان پہنچانے کے عمومی طریقے درج ذیل ہیں:

40۔ناحق قتل سے گریز

ناحق قتل سے مراد قانون ہاتھ میں لے کر کسی ریاستی یا اجتماعی قانون کی منظوری کے بغیر کسی کو جان بوجھ کر قتل کرنا یا اقدام قتل کرنا۔ اس میں تمام سیاسی قتل، خودکش حملے، گھریلو جھگڑے، قبائلی چپقلش، غیرت کے نام پر قتل، ٹارگٹ کلنگ اور ڈکیتی میں ہونے والی ہلاکتیں شامل ہیں۔ البتہ غلطی سے کسی جان کو قتل کر دینا اس سے مستثنیٰ ہے۔ ناحق قتل کی سزا قرآن کے مطابق ابدی جہنم ہے اور یہ سزا وہی ہے جو کافر و مشرک کی ہے۔

قرآن

ا۔اور نہ کسی جان کو قتل کرنا جسے اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے۔(الانعام: 6:151)

۲۔اور (دیکھو) کسی جان کو ناحق قتل نہ کرو جسے (قتل کرنا) اللہ نے حرام کیا ہے۔(بنی

اسرائیل:17:33)

۳۔اور جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے اس کی سزا جہنم ہے، اس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔اور اس پر اللہ کا غذاب اور لعنت ہوئی اور اس کے لئے ایک بڑا سخت عذاب تیار کر رکھا ہے(النساء 4:93)۔

حدیث

ابن ابی بکر، حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا، اور جان کو قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹ بولنا۔یا فرمایا کہ جھوٹی گواہی دینا۔(صحیح بخاری جلد 3 حدیث نمبر 1765)

41۔اولاد کے قتل سے گریز

ہماری سوسائٹی میں زنا سے پیدا ہونے والی اولاد کو بدنامی کی بنا پر قتل کرنا یا غربت کی بنیاد پر بچوں کو مار دینا اور بالخصوص لڑکیوں کو قتل کر دینا وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔نیز اپنے بچوں کو بیچنا، انہیں لاوارث بنا دینا وغیرہ گو کہ قتل تو نہیں لیکن اسی قبیل کا ایک جرم ہے جو آج کل ہماری سوسائٹی میں عام ہو رہا ہے۔

قرآن

ا۔(لوگو،)افلاس کے ڈر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ہم ہی انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی۔بیشک ان کا قتل بڑا بھاری گناہ ہے۔(بنی اسرائیل: 17:31)

۲۔اور مفلسی (کی وجہ) سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو(الانعام: 6:151)

حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

دریافت کیا کہ خدا کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کیا ہے آپ نے جواب دیا یہ کہ تم کسی کو اللہ کے برابر قرار دے دو، حالانکہ اسی نے سب کو پیدا کیا ہے میں نے عرض کیا صحیح ہے اور اس کے بعد دوسرا گناہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی اولاد کو اس اندیشہ سے مار ڈالنا کہ ان کو کھلانے اور پرورش کرنا پڑے گا میں نے کہا صحیح ہے، اس کے بعد پھر بڑا گناہ کیا ہے؟ فرمایا، اپنے ہمسایہ کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا۔(صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 1598)

42۔چوری سے گریز

چوری مال اور ڈاکہ زنی جان پر حملہ ہے۔چوری میں اشیاء کے علاوہ بجلی، پانی، گیس وغیرہ کی چوری وغیرہ بھی شامل ہے۔

قرآن

(مسلمانو،)چوری کرنے والا اور چوری کرنے والی دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔یہ ان کے کرتوتوں کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرت انگیز سزا، اور اللہ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔(المائدہ:5:38)

نوٹ: ہاتھ کاٹنا ریاست کا کام ہے فرد کا نہیں۔

حدیث

عبادہ بن صامت جو جنگ بدر میں شریک تھے اور شب عقبہ میں ایک نقیب تھے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد صحابہ کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی، کہ تم لوگ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور چوری نہ کرنا اور زنا نہ کرنا اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا اور نہ ایسا بہتان (کسی پر) باندھنا جس کو تم (دیدہ و دانستہ) بناؤ اور کسی اچھی بات میں خدا اور رسول کی نافرمانی نہ کرنا (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 17)

۲۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی حالت میں کوئی زنا کرنے والا زنا نہیں کرتا اور نہ ہی ایمان کی حالت میں کوئی چور چوری کرتا ہے اور نہ ہی ایمان کی حالت میں کوئی شراب خور شراب خوری کرتا ہے ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالملک بن ابی بکر نے نقل کیا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت کرتے تھے پھر فرماتے تھے کہ ایمان کی حالت میں اعلانیہ کوئی لوگوں کے سامنے نہیں لوٹتا یعنی اس وقت اس میں ایمان نہیں ہوتا ۔(صحیح مسلم جلد1 حدیث نمبر 204)

43۔ڈاکہ زنی سے گریز

ڈاکہ زنی سے مراد گن پوائنٹ پر مال چھیننا، اغوا برائے تاوان وغیرہ شامل ہیں۔

قرآن

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے اور زمین میں فساد برپا کرنے کے لیے دوڑ دھوپ کرتے ہیں ان کی سزا تو یہی ہوسکتی ہے کہ انہیں اذیت کے ساتھ قتل کیا جائے یا سولی پر لٹکایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے۔ ان کے لیے یہ ذلت تو دنیا میں ہے اور آخرت میں انہیں بہت بڑا عذاب ہوگا (المائدہ:5:33)

نوٹ: یہ ساری سزائیں دینا ریاست کا کام ہے فرد کا نہیں۔

حدیث

۱۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو ڈاکہ ڈالے وہ ہم میں سے نہیں۔(سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 817)

۲۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس آدمی نے اپنے کسی بھائی کی طرف ہتھیار کے ساتھ اشارہ کیا تو فرشتے اس پر اس وقت تک

لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اشارہ کرنا چھوڑ نہیں دیتا اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہو۔ (صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2165)

۳۔حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہم (مسلمانوں) پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 282)

44۔املاک کو نقصان پہنچانے سے گریز

لوگوں کی املاک یعنی دوکان، سواری، گھر وغیرہ کو نقصان پہنچانا اس میں شامل ہے۔ جبکہ ریاستی املاک کو نقصان پہنچانے کی صورتیں سرکاری گاڑیاں جلانا، دفاتر کی توڑ پھوڑ، سڑک توڑنا، پارکوں پر قبضہ یا نقصان، تنصیبات پر حملہ وغیرہ شامل ہیں۔

قرآن

الزام تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے اور زمین میں ناحق زیادتی کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔(الشوریٰ:42:42)

حدیث

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام منیٰ میں فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ یہ کون سا دن ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا یہ حرام دن ہے (پھر فرمایا) تم جانتے ہو یہ کونسا شہر ہے؟ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا یہ حرمت کا شہر ہے، (پھر فرمایا) تم جانتے ہو یہ کون سا مہینہ ہے۔ لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا حرام مہینہ ہے، پھر فرمایا کہ اللہ نے تم پر تمہارے خون (جان) مال اور عزت وآبرو (ایک دوسرے پر) اسی طرح

حرام کردیئے ہیں،جس طرح تمہارے لئے آج کا دن تمہارے اس شہر میں اس مہینہ میں حرمت کا ہے۔(بخاری:جلدسوم:حدیث نمبر ۱۸۹)۔

۲۔"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔۔۔۔اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ ،مسلمان مسلمان کا بھائی ہے وہ نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا تقوی یہاں ہے کسی آدمی کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر پورا پورا احرام ہے اس کا خون اور اس کا مال اور اس کی عزت وآبرو"۔(صحیح مسلم:جلدسوم:حدیث نمبر 2044)

۳۔ابوسعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو،لوگوں نے عرض کیا ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہم وہیں بیٹھتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم وہاں بیٹھنے پر مجبور ہو تو راستے کو اس کا حق عطا کرو لوگوں نے عرض کیا راستے کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نگاہیں نیچی رکھنا ایذاء رسانی سے رکنا سلام کا جواب دینا اور اچھی باتوں کا حکم دینا اور بری باتوں سے روکنا۔(صحیح بخاری:جلد اول:حدیث نمبر 2364)

۴۔حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ناحق زمین کا کوئی حصہ بالشت برابر بھی لیتا ہے،اس شخص کو قیامت کے دن اس بات پر مجبور کیا جائے گا کہ وہ اسے ساتویں زمین تک کھودے،پھر وہ اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔(مسند احمد:جلد ہفتم:حدیث نمبر 705)

۵۔حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تنگی اور آسانی میں پسند وناپسند میں اور اس بات پر کہ ہم پر کسی کو ترجیح دی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کی اور اس بات پر بیعت کی کہ ہم حکام سے حکومت کے معاملات میں جھگڑا نہ کریں گے اور اس بات پر بیعت کی کہ ہم جہاں بھی ہوں گے حق بات ہی کہیں گے اللہ کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ رکھیں گے۔(صحیح مسلم:جلدسوم:حدیث نمبر 271)

45۔لڑائی جھگڑے سے گریز

اس میں خاندانی لڑائیاں،دفاتر میں جھگڑا،مذہبی،سیاسی،قبائلی،طبقاتی فسادات سب شامل ہیں۔جبکہ اداروں میں تصادم بھی اسی کی ایک شکل ہے۔جاہلوں سے مراد وہ غیر سنجیدہ لوگ ہیں جن کا مقصد لڑائی ،جھگڑا،کٹ حجتی کرنا اور ہر سنجیدہ بات کو آڑے ہاتھوں لینا ہوتا ہے۔اس زمرے میں مذہبی لوگ،سیاستدان،روزمرہ کے ملنے جلنے والے سب شامل ہو سکتے ہیں۔

قرآن

رحمٰن کے(اصل)بندے تو وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب جاہل ان کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ(تم کو)سلام ہو(الفرقان:25:63)

۲۔مومن تو سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔لہذا اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو۔اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔(الحجرات:10:49)

حدیث

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کا ایک دوسرے کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے۔(صحیح بخاری:جلدسوم:حدیث نمبر 982)۔

۲۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس آدمی نے اپنے کسی بھائی کی طرف ہتھیار کے ساتھ اشارہ کیا تو فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ اشارہ کرنا چھوڑ نہیں دیتا اگرچہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہو۔ (صحیح مسلم:جلد سوم:حدیث نمبر 2165)

۳۔حضرت ابوموسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہم (مسلمانوں) پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(صحیح مسلم:جلد اول:حدیث نمبر 282)

۴۔عبداللہ بن عمرو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (پکا) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان ایذاء نہ پائیں، اور (پورا) مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے، جن کی اللہ نے ممانعت فرمائی ہے (صحیح بخاری:جلد اول:حدیث نمبر 9)

۵۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ دو لڑکوں کا آپس میں جھگڑا ہوا ایک لڑکا مہاجرین میں سے تھا اور ایک لڑکا انصار میں سے مہاجر لڑکے نے مہاجروں کو پکارا اور انصاری لڑکے نے انصار کو پکارا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے اور فرمایا یہ کیا جاہلیت کی پکار ہے لوگوں نے عرض کیا: نہیں! اے اللہ کے رسول! سوائے اس کے کہ دو لڑکے آپس میں جھگڑے ہیں ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے کی سرین پر مارا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی حرج نہیں آدمی کو اپنے بھائی کی مدد کرنی چاہیے خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم اگر ظالم ہے تو اسے ظلم سے روکو کیونکہ یہ اس کی مدد ہے اور اگر مظلوم ہے تو اس کی مدد کرو۔(صحیح مسلم:جلد سوم:حدیث نمبر 2081)

۶۔حضرت جنادہ بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عبادہ بن صامت کے پاس

حاضر ہوئے اور وہ بیمار تھے ہم نے کہا اللہ آپ کو تندرست کرے ہم سے کوئی ایسی حدیث بیان کریں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو اور اللہ اس کے ذریعہ نفع عطا فرمائے تو انہوں نے کہا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور جن امور کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے بیعت کی وہ یہ تھے ہم نے بات سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کی کہ اپنی خوشی اور ناخوشی میں تنگی اور آسانی میں اور ہم پر ترجیح دیئے جانے پر اور اس بات پر کہ ہم حکام سے جھگڑا نہ کریں گے سوائے اس کے کہ ہم واضح دیکھیں اور تمہارے پاس اس کے کفر ہونے پر اللہ کی طرف سے کوئی دلیل موجود ہو۔(صحیح مسلم:جلد سوم:حدیث نمبر 274)

46۔جادو ٹونا اور سفلی عمل سے گریز

اس میں عاملوں سے مل کر میاں بیوی میں جدائی ڈالنے کی کوشش، ہلاک کرنے کی سازش، کاروبار کی مبینہ بندش وغیرہ شامل ہیں۔اس سے قطع نظر کہ مطلوبہ نتیجہ برآمد ہو یا نہ ہو محض اقدام ہی جرم ہے۔اگر یہ سفلی عمل دفاع میں کیا جائے تو بھی ناجائز ہے۔البتہ ان کے توڑ میں قرآن کی آیات کی تلاوت واستعمال ایک محدود دائرے میں جائز ہے۔

قرآن: حالانکہ سلیمان نے کبھی کفر نہیں کیا، البتہ شیاطین (ہی) کفر کیا کرتے تھے کہ وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔(البقرہ 2:102)

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی باتوں سے دور رہو۔لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کونسی باتیں ہیں فرمایا خدا کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا اور اس جان کا ناحق مارنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور سود کھانا، اور یتیم کا مال کھانا، اور جہاد سے فرار یعنی بھاگنا اور پاک دامن بھولی بھالی

مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔ (صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 38)

۲۔ "عائشہ رضی اللہ عنھا کہتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: یہ لوگ کچھ بھی نہیں ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول وہ (بعض اوقات) ایسی باتیں بیان کر دیتے ہیں جو سچ ہو جاتی ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بات سچی ہوتی ہے، جسے کسی جن نے (فرشتے سے) اچکا ہوتا ہے اور پھر وہ اُس بات کو مرغی کی طرح کٹ کٹ کر کے اپنے (کاہن) دوستوں کے کان میں ڈال دیتا ہے اور یہ لوگ اس میں سو جھوٹ ملا کر لوگوں سے بیان کرتے ہیں۔" (بخاری، رقم 7561)

47۔ظلم وزیادتی سے گریز

ظلم کے لغوی معنی ہیں کسی شے کو اس کے اصل مقام سے ہٹا دینا۔ چنانچہ ہر وہ کام ظلم ہے جس میں کسی کی حق تلفی ہو۔ اسی لئے شرک کو سب سے بڑا ظلم قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس میں اللہ کی صفت توحید کو اس کے اصل مقام سے ہٹا دیا جاتا ہے۔ حقوق العباد میں بھی ظلم کے کئی پہلو ہے جیسے کسی کا مال غصب کر لینا، اسے اس کے جائز حق سے محروم کر دینا، قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا، دھوکا دینا، ایذا پہنچانا، گالی بکنا، مال لوٹنا، چوری کرنا وغیرہ۔

قرآن

۱۔ کیونکہ جسے تو نے دوزخ میں ڈالا تو گویا اسے بڑی رسوائی میں ڈال دیا اور (وہاں) ظالموں کا کوئی مددگار بھی نہ ہوگا۔ (آل عمران 3:192)

۲۔ اور ہم قرآن میں جو کچھ نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کے لئے تو شفا اور رحمت ہے مگر ظالموں کے خسارہ میں ہی اضافہ کرتا ہے۔ (بنی اسرائیل 17:82)

حدیث

۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو اس پر ظلم کرے، اور نہ اس کو ظالم کے حوالہ کرے، (کہ اس پر ظلم کرے) اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کی فکر میں ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے، اور جو شخص مسلمان سے اس کی مصیبت کو دور کرے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کی مصیبتیں اس سے دور کرے گا، اور جس نے کسی مسلمان کی عیب پوشی کی، تو اللہ قیامت کے دن اس کی عیب پوشی کرے گا۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 2339)

۲۔ انس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ظالم یا مظلوم بھائی کی مدد کرو، لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظلوم کی مدد کرنا تو سمجھ میں آتا ہے، لیکن ظالم کی کس طرح مدد کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا ہاتھ پکڑ لو (یعنی اس کو ظلم سے روکو)۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 2341)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی کی عزت یا کسی اور چیز پر ظلم کیا ہو تو اسے آج ہی معاف کرا لے اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جب کہ نہ دینار ہوں گے اور نہ درہم اگر اس کے پاس عمل صالح ہوگا، تو بقدر اس کے ظلم کے اس سے لے لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی، تو مظلوم کی برائیاں لے کر اس کے سر پر ڈالی جائیں گی، (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 2348)

۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم کرنے سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکی ہے اور بخل (یعنی کنجوسی) سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا ہے اور بخل ہی کی وجہ سے انہوں نے لوگوں کے خون

بہائے اورحرام کوحلال کیا۔(صحیح مسلم:جلدسوم:حدیث نمبر 2075)

ب۔حسن سلوک

ایک جانب تو منفی طور پر یہ بتادیا گیا کہ وہ کون سے امور ہیں جن سے جان اور مال کونقصان پہنچ سکتا ہے۔دوسری جانب معاشرے میں ان رویوں کوفروغ دینے کے لئے احکامات دیئے گئے جن کے ذریعے معاشرہ میں امن وآشتی کی فضا قائم ہو،لوگ ایک دوسرے کا دکھ درد بانٹیں، ظلم وعدوان سے گریز کریں اورعدل وانصاف کا رویہ اپناتے ہوئے ایک دوسرے کو نیکی کی تلقین اور برائی سے بچنے کی تاکید کریں تا کہ سب مل کر اس دنیا اور آخرت کے اچھے شہری بن سکیں۔

48۔پڑوسیوں اورکولیگز سے اچھا سلوک

متعلقین سے مراد دفتر یا کاروبار میں ساتھ کام کرنے والے لوگ،پڑوسی سے مراد محلے،دفتر، دوکان یا کسی مستقل جگہ پر قریب بیٹھنے اٹھنے والے لوگ وغیرہ ہیں۔اچھے سلوک سے مراد ابتدا میں تو انہیں اپنے شر سے محفوظ رکھنا ہے جو کہ ایک لازمی عمل ہے۔اس کے علاوہ ان کے لئے ایثار،قربانی اور خیر خواہی کی کاوش کرنا شامل ہیں۔اس کے علاوہ غربت میں مالی امداد،پریشانی میں دلجوئی،بیماری میں عیادت وتیمارداری،دعوت دینے پر اسے قبول کرنا اور موت کے موقع پر جنازے میں شرکت کرنا یا پرسہ کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

قرآن

ااورو الدین کے ساتھ،قرابت داروں کے ساتھ،یتیموں اورمسکینوں کے ساتھ،پڑوسیوں کے ساتھ خواہ قرابت والے ہوں خواہ اجنبی،نیز آس پاس کے بیٹھنے والوں اورمسافروں کے ساتھ اور جو (لونڈی غلام) تمہارے قبضے میں ہوں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔(النساء:4:36)

۲۔اوران کا حال یہ ہوتا ہے کہ اپنے رب کی رضا کے لیے صبر سے کام لیتے ہیں،اورنماز قائم کرتے ہیں،اورہمارے دیے ہوئے رزق میں سے علانیہ اورپوشیدہ خرچ کرتے ہیں،اوربرائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں۔(الرعد 13:24-20)

حدیث

حضرت مسروق سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت امیر معاویہ کوفہ کی طرف تشریف لائے تو ہم حضرت ابن عمر کے پاس گئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا فرمانے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بدزبان تھے اور نہ ہی بدزبانی کرتے تھے اورانہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔(صحیح مسلم:جلدسوم:حدیث نمبر 1536)

۲۔ابوشریح رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخدا وہ آدمی مومن نہیں ہے،بخدا وہ آدمی مومن نہیں ہے،بخدا وہ آدمی مومن نہیں ہے،پوچھا گیا کون یارسول اللہ! آپ نے فرمایا جس کا پڑوسی اس کی تکلیفوں سے بےخوف نہ ہو(صحیح بخاری:جلدسوم:حدیث نمبر 955)

۳۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام پڑوسی کے لئے برابر ہمیں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ اس کو وارث بنادیں گے(صحیح بخاری:جلدسوم:حدیث نمبر 953)

۴۔حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک یہ بات نہ ہو کہ جو بات اپنے لئے پسند کرتا ہو وہی اپنے بھائی کے لئے یا پڑوسی کے لئے پسند کرے(صحیح مسلم:جلداول:حدیث نمبر 172)۔

۵۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے ارشاد فرمایا وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی ضرر رسانیوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہ ہو(صحیح مسلم:جلد اول:حدیث نمبر 174)۔

49۔ایفائے عہد

اس سے مراد اللہ سے کئے ہوئے وعدے پورے کرنا جن میں خدا کی شریعت اور احکامات پر عمل کرنے کا عمومی وعدہ اور ایک فرد کی جانب سے کئے گئے انفرادی عہد و پیان شامل ہیں۔جبکہ لوگوں سے کئے گئے وعدوں میں انفرادی وعدے، معاشرتی عہد و پیان جیسے نکاح، قرض کا لین دین وغیرہ، ریاستی پیان مثلاً شہری کے طور پر ٹیکس کی ادائیگی، قانون کی پاسداری وغیرہ، اداروں سے کئے گئے پیان جیسے تعلیمی اداروں میں انرولمنٹ کے بعد انکے قوانین ماننا، مالیاتی اداروں میں اکاؤنٹ کھولنا وغیرہ، ملازمت کی پابندیاں غرض مختلف نوعیت کے وعدے شامل ہیں۔ان میں لازم نہیں کہ ہر وعدہ تحریری ہو بلکہ یہ زبانی اور بعض اوقات خاموش باڈی لینگویج سے بھی کیا جاسکتا ہے۔

قرآن

۱۔اور جب قول و قرار کرلیا تو اپنے قول کے پورے(ثابت ہوئے)۔(البقرہ: 2:177)

۲۔اور اللہ سے(جو) عہد(کر چکے ہو اس کو) پورا کرو۔(الانعام:6:152)

۳۔اور(دیکھو) عہد کو پورا کیا کرو۔بیشک (قیامت میں) عہد کی بازپرس ہوگی۔(بنی اسرائیل 17:34)

۴۔اور جب تم آپس میں قول و قرار کرو تو(سمجھ لو کہ یہ اللہ کے نزدیک ایک عہد ہوگیا۔تو) اللہ کا عہد پورا کرو اور(اپنی) قسمیں پکی کرنے کے بعد انہیں توڑ نہ ڈالو حالانکہ تم اللہ کو گواہ بنا چکے ہو۔بیشک اللہ کو معلوم ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔(النحل ۱۶:۹۱)

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں، جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے، جب امین بنایا جائے، تو خیانت کرے، اور جب معاہدہ کرے، تو وعدہ خلافی کرے۔(صحیح بخاری:جلد دوم:حدیث نمبر 22)

50۔یتیم و مسکین سے حسن سلوک

یتیم و مسکین وہ جس کا کوئی سہارا نہ ہو۔جیسے بھائی کے مرنے پر اسکی اولاد کی ذمہ داری دوسرے بھائی پر آسکتی ہے۔اس صورت میں اسکی پرورش، اس سے حسن سلوک ایک مطلوب عمل ہے۔

قرآن

اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ(نیک برتاؤ کرنا)۔(البقرہ 2:83)

51۔یتیم کے مال میں خیانت سے گریز

یتیم کی جائداد کو اس کی بلوغت تک امانت سمجھنا، مال کو اس کے بہترین مفاد میں استعمال کرنا اور اس کے مال اور جائداد سے کوئی ناجائز منفعت سے گریز کرنا اس سے مراد ہے۔

قرآن

۱۔اور(اسی طرح) یتیم کے مال کے نزدیک(بھی) نہ جاؤ مگر ایسے طور پر کہ(اس کے حق میں) بہتر ہو یہاں تک کہ وہ جوانی(کی عمر) کو پہنچ جائے(الانعام:6:152)

۲۔اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ پھٹکو مگر ہاں ایسے طریقے پر کہ(یتیم کے حق میں) بہتر ہو، یہاں تک کہ وہ اپنے سن بلوغ کو پہنچ جائے۔(بنی اسرائیل:17:34)

52۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

لوگوں کو اپنے دائرہ کار میں نیکی کی طرف بلانا اور برائی سے روکنا۔لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ یہ اپنے دائرہ کار میں حکمت کے ساتھ ہو۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اصول: مندرجہ

ذیل تین اصولوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے:

الف۔شریعت کی خلاف ورزی

کوئی ایسا کام ہو رہا ہو جو اسلامی شریعت کی واضح خلاف ورزی ہو جیسے شراب پینا، چوری، زنا وغیرہ۔البتہ اگر یہ شریعت کی واضح خلاف ورزی نہ ہو بلکہ اس میں دو آراء ہوں تو اپنا نقطہ نظر بیان کر کے مدعو کے نقطہ نظر کی قدر کی جائے۔مثلاً اگر محرم کا حلیم کھانے پر اختلاف ہے تو اپنا نقطہ نظر بیان کر کے دوسری رائے کو نقطہ نظر کا اختلاف سمجھا جائے۔

ب۔دائرہ کار کا متعین ہونا

دوسرا اصول یہ ہے کہ معروف کا حکم اور منکر سے بچنے کی تلقین کرنے کا مکلّف ایک شخص اپنے دائرہ کار میں ہے اس سے باہر نہیں۔مثال کے طور پر ایک باپ اپنے دس سالہ بچے کو نماز نہ پڑھنے پر ڈانٹ اور مار سکتا ہے لیکن وہ یہ عمل پڑوسی کے بچے پر نہیں کر سکتا۔دائرہ کار کا تعین اور پابندی انتہائی ضروری ہے ورنہ نتیجہ الٹ ہو سکتا ہے۔مثال کے طور پر اگر کوئی شخص بازار میں آنے جانے والی بے پردہ عورتوں کو زبردستی نقاب پہنانا شروع کر دے تو انجام فساد ہی ہے۔

ج۔حکمت

تیسرا اہم اصول حکمت ہے۔اس کے لئے مختلف اسالیب اختیار کرنے ضروری ہیں۔بعض اوقات بنا حکمت امر بالمعروف یا نہی عن المنکر سے نتیجہ برعکس پیدا ہو جاتا ہے۔مثلاً کسی شخص کو غلط انداز میں کی گئی نماز کی تلقین اسے نماز ہی سے متنفر کر سکتی ہے۔

قرآن

ا۔(اللہ کی جنت کے عوض اپنی جانیں بیچنے والے لوگ وہ ہیں جو) نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے (ہیں)۔(التوبہ:9:112)

۲۔اور تم میں سے کچھ لوگ ایسے ہونا چاہئیں جو نیکی کی طرف بلاتے رہیں وہ اچھے کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے روکتے رہیں اور ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں(آل عمران:3:104)

۳۔بیٹا، نماز قائم کر اور (لوگوں کو) اچھے کاموں (کے کرنے) کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کیا کر۔بیشک یہ (بڑی) ہمت کے کام ہیں۔(لقمان:31:17)

۴۔مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل (بھی) کئے، اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے (وہ البتہ خسارے میں نہیں ہیں)۔(العصر:103)

حدیث

حضرت طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ عید کے دن سب سے پہلے نماز سے قبل جس شخص نے خطبہ شروع کیا وہ مروان تھا۔ایک آدمی کھڑا ہو کر مروان سے کہنے لگا کہ نماز خطبہ سے پہلے ہونی چاہئے مروان نے جواب دیا وہ دستور اب چھوڑ دیا گیا ہے حاضرین میں سے ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے۔اس شخص پر شریعت کا جو حق تھا وہ اس نے ادا کر دیا اب چاہے مروان مانے یا نہ مانے میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص تم میں سے کوئی بات شریعت کے خلاف دیکھے تو وہ ہاتھ سے اس کو بدل دے اگر ایسا ممکن نہ ہو تو زبان سے ایسا کرے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل سے ہی اس کو برا جانے مگر یہ ضعیف ترین ایمان کا درجہ ہے۔(کتاب صحیح مسلم جلد 1 حدیث نمبر 179)

53۔دعوت وتبلیغ

دعوت وتبلیغ دین کا ایک اہم تقاضا ہے۔اس دعوت کے کئی درجے ہیں۔ایک درجہ تو یہ ہے انسان اپنے اہل وعیال، دوست احباب اور قریبی رشتے داروں کو دعوت دے۔دوسری سطح علما کی دعوت ہے جو لوگوں کو

دین سکھائیں ۔تیسری سطح انٹرنیشنل دعوت ہے جو ریاست یا مسلمانوں کے نظم اجتماعی پر فرض ہے۔

قرآن

۱۔عصر کی قسم، کہ انسان نقصان میں ہے۔مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور آپس میں حق بات کی تلقین اور صبر کی تاکید کرتے رہے (سورہ العصر: 103)

۲۔اور اس شخص سے اچھی بات کس کی ہوسکتی ہے جس نے اللہ کی طرف بلایا اور نیک عمل کئے اور کہا کہ میں (اللہ کا) فرمانبردار ہوں۔(فصلت: 41:33)

۳۔(اے نبی)! آپ (لوگوں کو) اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دیجئے اور ان سے ایسے طریقہ سے مباحثہ کیجئے جو بہترین ہو۔ بلاشبہ آپ کا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک چکا ہے اور وہ راہ راست پر چلنے والوں کو بھی خوب جانتا ہے۔(النحل: 16:125)

54۔امانت داری

امانت ایک وسیع اصطلاح ہے جس میں اشیاء، راز، مشورہ سب طرح کی امانتوں کی حفاظت شامل ہے۔

قرآن

۱۔اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد (وپیمان) کا پاس رکھتے ہیں۔(المومنون: 23:8)

۲۔(مسلمانو،) اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کر دیا کرو۔(النساء: 4:58)

۳۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو' اللہ اور اس کے رسول کی (امانت میں) خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم اس بات کو خوب جانتے ہو۔(الانفال 8:27)

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ جب امانت ضائع ہو جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔ پوچھا اس کا ضائع ہونا کس طرح ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ نے فرمایا کہ جب کام نا اہل کے سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔(صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 1443)

55۔عدل وانصاف

عدل وانصاف ایک بہت اہم حکم ہے عدل کی ضد ظلم ہے۔ ہر معاملہ میں عدل وانصاف کا رویہ اختیار کرنا چاہئے خواہ وہ معاشی معاملات ہوں، معاشرتی ہوں یا کوئی اور۔

قرآن

اللہ تعالی حکم دیتے ہیں؛ عدل کا، اور احسان کا، اور قرابت داروں کو دیتے رہنے کا، اور بے حیائی، اور برائی، اور سرکشی سے منع کرتے ہیں۔(النحل: 16:90)

حدیث

حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں عدل وانصاف کرنے والے قیامت کے دن اپنے اس عدل وانصاف کی برکت سے رحمان کے سامنے موتیوں کے منبر پر جلوہ افروز ہوں گے۔(مسند احمد: جلد سوم: حدیث نمبر 1982)

ج: کلام کا تزکیہ

اچھی معاشرت کے لئے لازمی ہے کہ زبان سے قائم کردہ تعلقات میں پاکیزگی پائی جائے۔ لوگ ایک دوسرے کی بدزبانی سے محفوظ رہیں، ایک دوسرے کو ذلیل نہ کریں، تہمت نہ لگائیں، پیٹھ پیچھے برائی کرکے جذبات مجروح نہ کریں، طعنہ زنی، چغلی اور مذاق اڑانے سے گریز کریں۔ اسی لئے بہت متعین طور پر زبان کو پابند کرنے کے احکامات دیئے گئے ہیں۔

56۔خوش اخلاق

خوش اخلاقی ایک اہم دینی تقاضا ہے اوراس کا وزن قیامت میں بہت زیادہ ہوگا۔اس کا مطلب لوگوں سے نرمی سے بات کرنا،ان کی زیادتیوں کا بھلائی سے جواب دینا،ان کی خیر خواہی کرنا وغیرہ ہے۔

قرآن

اور(وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا تھا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو گے اور والدین سے، رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں سے اچھا برتاؤ کرو گے،لوگوں سے بھلی باتیں کہو گے، نماز کو قائم کرو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے۔پھر تم میں سے ماسوائے چند آدمیوں کے باقی سب اس عہد سے پھر گئے۔اور (اب تک تم اس عہد سے) اعراض کر رہے ہو۔(البقرہ:2:83)

۲۔آپ میرے بندوں سے کہہ دیجئے: کہ وہی بات زبان سے نکالیں۔جو بہتر ہو کیونکہ شیطان لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے۔بلاشبہ شیطان انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے۔(بنی اسرائیل:17:53)

حدیث

ا۔تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو تم سب میں زیادہ با اخلاق ہو۔(صحیح بخاری:جلد دوم:حدیث نمبر 813)۔

۲۔اسی طرح ایک اور حدیث میں بیان ہوتا ہے۔"جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے"۔(صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 977)

۳۔اسی طرح ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ گیا"بندے کو سب سے اچھی چیز کیا عطا کی گئی؟فرمایا خوش خلقی۔(سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر 317)

۴۔"ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے

دن مومن کی میزان میں کوئی چیز بھی اُس کے اچھے اخلاق سے زیادہ وزنی نہ ہوگی اور بے شک اللہ تعالیٰ بے حیا بد کو شخص کو دشمن رکھتا ہے۔"(ترمذی، رقم 2002)

۵۔"عائشہ رحمھا اللہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بندہ مومن حسن اخلاق سے وہی درجہ حاصل کر لیتا ہے جو دن کے روزوں اور رات کی نمازوں سے حاصل ہوتا ہے۔"(ابو داؤد، رقم 4798)

57۔جھوٹ بولنے سے گریز

قول یا فعل سے خلاف واقعہ بات بیان کرنا اس سے مراد ہے۔یہ بھی ایک کبیرہ گناہ ہے اور ہماری سوسائٹی میں بہت عام ہے۔

قرآن

(یہی لوگ ہیں)صبر کرنے والے اور سچ بولنے والے اور (اللہ کے) فرمان بردار اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے والے اور رات کی آخری گھڑیوں میں (توبہ) استغفار کرنے والے۔(آل عمران 3:17)

۲۔پس بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔(الحج:30:22)

حدیث

عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ لوگوں نے جواب دیا ہاں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ سن لو جھوٹ بولنا اور بار بار اس کو دہراتے رہے یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو

جاتے ۔(صحیح بخاری:جلداول:حدیث نمبر 2479)

۲۔حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر سچ بولنا لازم ہے کیونکہ سچ بولنا نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے اور انسان لگاتار سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے اور تم لوگ جھوٹ بولنے سے بچو کیونکہ جھوٹ برائی کا راستہ دکھاتا ہے اور برائی دوزخ کا راستہ دکھاتی ہے اور انسان لگاتار جھوٹ بولتا رہتا ہے جھوٹ بولنے کا متمنی رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے ۔(صحیح مسلم:جلدسوم:حدیث نمبر 2142)

58۔تہمت، بہتان یا جھوٹا الزام لگانا

یہاں الزام سے مراد کسی پر جھوٹا الزام لگانا اور اسے بدنام کرنے کی کوشش کرنا ہے ۔بہتان ایک کبیرہ گناہ ہے ۔خاص طور پر اگر یہ تہمت پاکدامن عورتوں پر لگائی جائے تو لائق تعزیر ہے اور ایسے شخص کو اسی کوڑوں کی سزا ہے اور ساتھ ہی اس کی گواہی آئندہ کے لئے ناقابل قبول ہے ۔ الزام لگانے کی اس کے علاوہ بھی کئی صورتیں ممکن ہیں ۔جیسے کسی پر جھوٹ بولنے کا الزام لگانا، رشوت خوری کی تہمت دھرنا، کفر کے فتوے لگانا وغیرہ ۔الزام تراشی بھی بدگوئی کی ایک قسم ہے جس سے اجتناب لازمی ہے ۔ہمارے معاشرے میں سیاستدانوں کا کیچڑ اچھالنا، ساس بہو کے فضیحے، بوڑھی عورتوں کی نوجوان لڑکیوں پر الزام تراشیاں، میڈیا کی جعلی رپورٹیں اور کاروباری دفتری ماحول میں انگشت نمائی اس کی عمومی شکلیں ہیں ۔

قرآن

۱۔اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگائیں (اور) پھر (اپنے دعوے پر) چار گواہ نہ لاسکیں تو ان کو اسی کوڑے مارو اور (آئندہ) کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو اور وہ خود ہی

فاسق ہیں ۔(النور:4:24)

۲۔اور جو لوگ مومن مردوں اور عورتوں کو بغیر اس کے کہ انہوں نے کچھ (قصور) کیا ہو (ناحق کی تہمت لگا کر) اذیت دیتے ہیں تو یہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ (اپنی گردن پر) لیتے ہیں ۔(الاحزاب:58:33)

حدیث

۱۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے ابوالقاسم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اپنے غلام پر تہمت لگائی اور وہ اس تہمت سے بری تھا تو قیامت کے دن اس کو کوڑے لگیں گے، مگر یہ کہ وہ غلام ایسا ہی ہو جیسا کہ اس کے مالک نے کہا ۔(صحیح بخاری:جلدسوم:حدیث نمبر 1790)

۳۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ آدمی ہے کہ جس کے پاس مال اسباب نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میری امت کا مفلس وہ آدمی ہوگا کہ جو نماز روزے زکوۃ وغیرہ سب کچھ لے کر آئے گا لیکن اس آدمی نے دنیا میں کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا مال کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا تو ان سب لوگوں کو اس آدمی کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ان کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے ہی ختم ہوگئیں تو ان لوگوں کے گناہ اس آدمی پر ڈال دئے جائیں گے پھر اس آدمی کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا ۔(صحیح مسلم:جلدسوم:حدیث نمبر 2078)

59۔غیبت سے گریز

غیبت کبیرہ گناہوں میں ایک بڑا گناہ ہے ۔دیگر بڑے گناہوں کے برخلاف یہ گناہ بہت

عام ہے اوراس میں ہر دوسرا مسلمان ملوث نظر آتا ہے۔دوسری جانب قرآن وحدیث میں غیبت کی بڑے واشگاف الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔کہیں اس عمل کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا گیا ہے تو کہیں اس عمل میں مبتلا لوگوں کو جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔

قرآن

"اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ دیکھو اس چیز کو تم خود بھی ناگوار سمجھتے ہو۔اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے"(الحجرات: 49:12)

حدیث

ا۔"مستورد بن شداد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی مسلمان کی غیبت کا نوالہ کھایا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے اس کے مثل جہنم کا نوالہ کھلائیں گے۔(سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 1476)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مجھے معراج کی رات اوپر لے گیا تو عالم بالا میں میرا گزر کچھ ایسے لوگوں پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان ناخنوں سے اپنے چہروں کو کھرچ رہے تھے ان کی اس حالت کو دیکھ کر میں نے پوچھا کہ جبرائیل یہ کون لوگ ہیں انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے یعنی لوگوں کی غیبت کرتے ہیں ان کی عزت وآبرو کے پیچھے پڑے رہتے ہیں"۔(ابوداؤد رقم 4878)

60۔عیب لگانے اور طعنہ زنی سے پرہیز

زبان سے ایذا پہنچانے میں عیب جوئی اور طنز و تشنیع کرنا سرفہرست ہے۔بدگوئی کے نقائص کی بنا پر اس کی سختی سے قرآن وحدیث میں ممانعت کی گئی ہے۔قرآن میں سورہ الحجرات کی

آیت میں واضح طور پر اس رویئے کو برا سمجھا گیا اوراس کی مذمت کی گئی ہے اور باز نہ آنے والے لوگوں کو ظالموں کی صف میں شامل کیا گیا ہے۔

قرآن

"اور نہ آپس میں ایک دوسرے کو عیب لگاؤ اور نہ (ایک دوسرے کو) برے القاب سے پکارو۔ایمان کے بعد گناہ کا نام لگنا برا ہے۔اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم لوگ ہیں"۔(الحجرات۔۴۹:۱۱)

اسی طرح بدگو انسان کو سورہ الھمزہ میں ہلاکت کی وعید سنائی گئی ہے۔

۲۔"ہر طعنہ زن اور عیب جوئی کرنے والے کے لیے ہلاکت ہے"(الھمزہ ۱:۱۰۴)۔

حدیث

ا"مسلمان کو اذیت نہ دو انہیں عار نہ دلاؤ اوران میں عیوب مت تلاش کرو۔کیونکہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی عیب جوئی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عیب گیری کرتا اور جس کی عیب گیری اللہ تعالیٰ کرنے لگے وہ ذلیل ہو جائے گا۔اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہی کیوں نہ ہو۔(جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 2121)

مسلمان کی عزت کی اس قدر حرمت ہے کہ جو کوئی اس حرمت کو نقصان پہنچائے، اس کی نمازیں تک قبول نہیں ہوتیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

۲۔"جو کوئی کسی مسلمان کی آبروریزی کرے گا تو اس پر اللہ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہوتی ہے اس کی نفل اور فرض عبادت قبول نہیں ہوتی"۔(صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 440)

طعنہ زنی کو بھی ان الفاظ میں منع کیا گیا ہے۔ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

"کسی کے نسب میں طعنہ زنی کرنا اور میت پر نوحہ کرنا زمانہ جاہلیت کی خصلت ہے"۔(صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 1082)

61۔ چغلی لگانے سے گریز

اس سے مراد ادھر کی بات ادھر لگانا تاکہ لوگوں میں آپس میں غلط فہمی اور بدگمانی پیدا کر کے انہیں لڑوایا جاسکے۔اس کے علاوہ لوگوں کی بلاوجہ شکایات کرنا بھی چغلی کے زمرے میں آتا ہے۔

حدیث

ا۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ سخت قبیح چیز کیا ہے وہ چغلی ہے جو لوگوں کے درمیان نفرت اور دشمنی پھیلاتی ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی سچ کہتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سچا لکھا جاتا ہے اور وہ جھوٹ کہتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔(صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2135)

۲۔حضرت ابووائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک یہ بات پہنچی کہ ایک آدمی ادھر کی بات ادھر لگاتا پھرتا ہے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔(صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 290)

۳۔حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ کے بہترین بندے وہ لوگ ہوتے ہیں کہ انہیں دیکھ کر اللہ یاد آجائے، اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہوتے ہیں جو چغل خوری کرتے ہیں، دوستوں کے درمیان تفریق پیدا کرتے ہیں، باغی، بیزار اور متعنت ہوتے ہیں۔(مسند احمد: جلد ہفتم: حدیث نمبر 1106)

۴۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دو قبروں پر گزر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور ان کو کسی بڑے

گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جارہا ان میں سے ایک شخص چغلی کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے نہ بچتا تھا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبز گیلی ٹہنی منگوائی اس کو دو ٹکڑوں میں توڑا پھر ایک اس قبر پر اور ایک اس قبر پر گاڑ دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا شاید کہ ان سے عذاب کم کیا جائے گا جب تک کہ یہ خشک نہیں ہوں گی۔(صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 676)

62۔ گالی اور لعنت دینے سے گریز

اسی طرح بدگوئی کے ایک اہم پہلو یعنی گالی کے بارے میں ایک حدیث میں بیان ہوتا ہے، 1۔"مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے لڑنا کفر ہے"۔(صحیح بخاری جلد اول: حدیث نمبر 47)۔
اسی طرح لعن طعن کو منع کیا گیا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
2۔"مومن پر لعنت کرنا اس کے قتل کرنے کی طرح ہے"۔(صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 1058)

63۔فحش گوئی سے گریز

اس سے مراد جنسیات سے متعلق باتیں کرنا اور ایک دوسرے کو بے حیائی پر مبنی لطیفے سنانا یا القابات سے نوازنا یا فحش گالیاں بکنا شامل ہیں۔

حدیث

ا۔"نرمی اختیار کرو، کج خلقی اور فحش گوئی سے پرہیز کرو"۔(صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 988)

۲۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو فحش گو تھے نہ فحش کو بننے والے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو تم سب میں زیادہ خلیق ہو۔(صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 813)

۲۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فحش گوئی کرنے والے اور لعنت کرنے اور گالی گلوچ کرنے والے نہ تھے اور جب کبھی ناراض ہوتے تو صرف اس قدر فرماتے

کہ اس کو کیا ہو گیا ہے، اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔(صحیح بخاری:جلد سوم:حدیث نمبر 1004)

64۔برے القاب سے پکارنے سے گریز

کسی کی چڑ بنانا، اسے تحقیر آمیز انداز میں پکارنا یا ایسے نام رکھنا ہے جو مخاطب کو ناپسند ہو۔ البتہ اس میں وہ القاب اور عرف شامل نہیں جس سے کوئی شخص مشہور ہو جائے جیسے کلو یا فہیم موٹا وغیرہ۔البتہ مناسب یہی ہے کہ اس کو اصل نام ہی سے مخاطب کیا جائے۔

قرآن

اور نہ ایک دوسرے پر برے القاب چسپاں کرو۔بہت ہی برا ہے ایمان (لانے) کے بعد فسق میں نام (پیدا کرنا) اور جو لوگ (ان باتوں سے) تو بہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔(الحجرات:49:11)

65۔مسلمان کو کافر کہنے سے گریز

کسی کو کافر کہنے کی صورت میں اگر مخاطب کافر نہ ہو تو کفر کہنے والے پر لوٹ آتا ہے۔ہمارے ہاں یہ وبا بہت عام ہو گئی ہے۔ایک مذہبی فرقہ دوسرے کو کافر گردانتا اور اس کا اعلان بھی کرتا ہے۔تکفیر پر علماء کے کئی اختلافات ہیں۔لیکن درست بات یہی ہے کہ کسی کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے ضروری ہے کہ نظم اجتماعی یا ریاست کے تحت یہ کام کیا جائے۔بصورت دیگر ایک گروہ دوسرے مخالف گروہ کو کافر قرار دے کر اس کے قتل کا جواز پیدا کر سکتا ہے۔

حدیث

ا۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو آدمی اپنے بھائی کو کافر کہے تو ان میں ایک اس مستحق ہو جاتا ہے۔(صحیح بخاری:جلد سوم:حدیث نمبر 1037)

۲۔ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے کسی ایک پر یہ کلمہ چسپاں ہو کر

رہتا ہے۔(صحیح مسلم:جلد اول:حدیث نمبر 217)

66۔مذاق اڑانے سے گریز

مذاق کرنے اور مذاق اڑانے میں یہ فرق ہے کہ مذاق کرنے میں کسی کی دل آزاری نہیں ہوتی جبکہ مذاق اڑانے میں کسی مخصوص فرد یا گروہ کی دل آزاری، بے عزتی، تحقیر اور کردار کشی مقصود ہوتی ہے۔ہماری سوسائٹی میں کسی شخص کے رنگ، نسل، ذات، قد و کاٹھ، لب و لہجہ، جسمانی عیب یا اور علاقے کا مذاق عام طور پر اڑایا جاتا ہے۔اس کے ذرائع کارٹون، لطیفے، تصاویر، اسٹیج شوز وغیرہ ہیں۔

قرآن

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نہ مرد (دوسرے) مردوں کا مذاق اڑائیں، ممکن ہے کہ وہ (اللہ کے نزدیک) ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں (دوسری) عورتوں کا (مذاق اڑائیں)، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔اور نہ ایک دوسرے کو طعنے دو۔۔(الحجرات 49:11)

67۔گواہی دینا اور قائم رہنا

گواہی صرف عدالتی معاملے ہی میں نہیں دی جاتی بلکہ اس کا دائرہ دفتری معاملات، کاروباری قضیئے، گھریلو امور، محلے کے مسائل اور معاشرتی اختلافات وسیع ہے۔کسی مصروفیت، کوفت اور خطرات کے باوجود گواہی دینا اور پھر اس پر قائم رہنا اس حکم کا منشا ہے۔

قرآن

ا۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو، مضبوطی کے ساتھ انصاف پر قائم رہو اور اللہ کی خوشنودی کیلئے گواہی دو اگر چہ (یہ گواہی) تمہیں خود اپنے خلاف یا اپنے ماں باپ اور رشتے داروں کے خلاف بھی دینی پڑے۔اگر (ان میں) کوئی مال دار یا مفلس ہے تو اللہ (تم سے) زیادہ ان کا خیر خواہ ہے۔پس ایسا نہ ہو کہ (اپنی) خواہش نفس کی پیروی میں

انصاف سے باز رہو اور اگر تم (گواہی دیتے ہوئے) بات کو گھما پھرا کر کہو گے یا گواہی دینے سے پہلو تہی کرو گے تو (یاد رکھو) جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے ۔(النساء: 4:135)

۲۔اور جو اپنی گواہیوں میں (راست بازی پر) قائم رہتے ہیں (المعارج 70:33)

68۔جھوٹی گواہی سے گریز

کسی مفاد، سیاسی دباؤ، رشتے داری، تعلقات یا مالی منفعت کی بنا پر مندرجہ بالا وسیع دائرے میں جھوٹی گواہی دینا مراد ہے۔ یہاں گواہی سے مراد سے صرف عدالت ہی میں گواہی دینا نہیں بلکہ عام معاشرتی معاملات جیسے شادی بیاہ، ساس بہو کے جھگڑے، ملازمت یا دوستی یاری میں جو گواہیاں دی جاتی ہیں وہ سب ان میں شامل ہیں۔

قرآن

اور (رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے ۔(الفرقان: 25:72)

د۔ممنوعہ رویے

باہمی تعلقات اور بھائی چارے کو برباد کرنے والے بے شمار ایسے رویے ہیں جو نہ تو زبان سے ظاہر ہوتے ہیں اور نہ ہی اعمال سے ۔یہ انسان کے اندر چھپے رہتے اور وقت پڑنے پر حملہ آور ہوتے ہیں تاکہ معاشرتی تعلقات کو تباہ کیا جا سکے۔ یہ رویے زیادہ تر نفسیاتی ہیں اور تزکیہ نفس کے لئے ان کا قلع قمع کرنا لازمی ہے۔

69۔تکبر سے گریز

تکبر کا مفہوم لوگوں کو حقیر سمجھنا اور حق بات سے اعراض کرنا ہے ۔اس کا اظہار اکڑ کی چال ڈھال، تکبرانہ لباس، بول چال کے انداز، سواری چلانے کے اسٹائل

وغیرہ سے ہوتا ہے ۔ یہ ایک کبیرہ لیکن عام گناہ ہے ۔اس ذیل میں عصبیت بھی آتی ہے ۔خود کو کسی فرقے، لسانی بنیاد، ذات، قبیلے، برادری یا نسل کی بنیاد پر اعلیٰ سمجھنا اور غیروں کو کمتر سمجھنا کہ میرا تعلق ایک اعلیٰ ذات، یا برتر نسل، یا اونچی برادری، افضل قبیلے یا ارفع قوم سے ہے ۔

قرآن

۱۔اللہ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو اترائیں اور بڑائی مارتے پھریں (النساء 4:36)

۲۔اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔ یقیناً تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتے ہو۔(بنی اسرائیل: 17:37)

۳۔اور لوگوں سے بے رخی نہ کر اور زمین پر اترا کر نہ چل (کیونکہ) اللہ کسی اترانے والے (اور) شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا ۔(لقمان: 31:18)

۴۔اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے سرکشی کی، وہی دوزخی ہوں گے (اور) وہ دوزخ میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے ۔(الاعراف: 7:36)

۵:لوگو، ہم نے تم (سب) کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور (پھر) تم کو کنبوں اور قبیلوں میں (تقسیم) کر دیا تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو (ورنہ) حقیقت میں اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے ۔بیشک اللہ (سب کچھ) جاننے والا (اور) باخبر ہے ۔(الحجرات: 49:6)

حدیث

۱۔حارث بن وہب خزاعی سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کیا میں تمہیں اہل جنت کی خبر نہ دوں ۔وہ ہر کمزور اور حقیر ہے

اگر اللہ پر کوئی قسم کھالے تو اللہ اس کو پورا کر دے کیا میں تمہیں دوزخ والوں کی خبر نہ دوں وہ شریر مغرور اور تکبر والے لوگ ہیں ۔(صحیح بخاری: جلد دوم :حدیث نمبر 2032)

۲۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا اس پر ایک آدمی نے عرض کیا کہ ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی بھی اچھی ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جمیل ہے اور جمال ہی کو پسند کرتا ہے تکبر تو حق کی طرف سے منہ موڑنے اور دوسرے لوگوں کو کمتر سمجھنے کو کہتے ہیں ۔(صحیح مسلم :جلد اول :حدیث نمبر 266)

۳۔حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اہل جنت کے متعلق نہ بتاؤں ۔اہل جنت میں ہر ضعیف ہوگا جسے لوگ حقیر جانتے ہیں وہ اگر کسی چیز پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی قسم کو سچی کر دے گا ۔(پھر فرمایا) اور کیا میں تمہیں اہل دوزخ کے متعلق نہ بتاؤں ؟ اہل دوزخ میں ہر سرکش حرام خور اور متکبر شخص ہوگا ۔(جامع ترمذی :جلد دوم :حدیث نمبر 498)

70۔قول اور فعل میں تضاد سے گریز

تضاد کا مطلب یہ ہے کہ مثال کے طور پر ایک شخص یہ دعوی کرے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا جبکہ وہ کثرت سے جھوٹ بولتا ہو ۔اس قسم کا رویہ نفاق کو جنم دیتا ہے ۔

قرآن

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ (الصف 2: 61)

حدیث

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص

میں یہ چاروں خصلتیں جمع ہو جائیں تو وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے تو سمجھ لو کہ اس میں منافق کی ایک خصلت پیدا ہوگئی جب تک کہ اس کو چھوڑ نہ دے جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب عہد کرے تو توڑ ڈالے جب وعدہ کرے تو وعدے کی خلاف ورزی کرے اور جب جھگڑا کرے تو آپے سے باہر ہو جائے ۔(صحیح مسلم :جلد اول :حدیث نمبر 212)

71۔خودغرضی سے گریز

خودغرضی کا مطلب اپنے مفادات کے حصول کے لئے دوسرے کا حق مارنا ۔اس کا علاج یہ ہے کہ جو معیار اپنے لئے مقرر کرے وہی اپنے بھائی کے لئے بھی کرے ۔

حدیث

۱۔حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک یہ بات نہ ہو کہ جو بات اپنے لئے پسند کرتا ہو وہی اپنے بھائی کے لئے یا پڑوسی کے لئے پسند کرے ۔(صحیح مسلم :جلد اول :حدیث نمبر 172)

72۔دھوکہ دہی سے احتراز

اسکا مفہوم کسی مقصد کے حصول کے لئے کسی کو دھوکا دینا ہے ۔اس کی کئی صورتیں ممکن ہیں جیسے جھوٹ بول کر مال بیچنا، فراڈ کرنا، شادی کے وقت غلط بیانی کرنا، بھیس بدل کر یا غلط بیانی کر کے کوئی مقصد حاصل کرنا وغیرہ ۔

حدیث

۱۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بدگمانی سے بچو اس لئے کہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور کسی کے عیوب کی جستجو نہ کرو اور نہ اس کی ٹوہ میں لگے رہو اور ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو اور نہ حسد کرو اور نہ بغض رکھو اور نہ کسی کی غیبت کرو

اوراللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔(صحیح بخاری:جلدسوم:حدیث نمبر 1024)

۲۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہم پر (مسلمانوں پر) ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں اور جس نے ہمیں دھوکہ دیا وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔(صحیح مسلم:جلداول:حدیث نمبر 283)۔

73۔حسد سے گریز

حسد سے مراد کسی شخص کی ترقی دیکھ کر اس سے وہ نعمت چھننے کی خواہش کرنا ہے۔البتہ اس نعمت کے حصول کی خواہش اور اور جائز کوشش حسد نہیں رشک ہے۔

قرآن

اور (پناہ مانگتا ہوں) حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔(الفلق ۵:۱۱۳)

حدیث

ا۔ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ حسد (رشک) صرف دو چیزوں پر جائز ہے ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس کو راہ حق پر خرچ کرنے کی قدرت دی اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت (علم) دی اور وہ اس کے ذریعہ فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔(صحیح بخاری:جلداول:حدیث نمبر 1324)

۲۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بدگمانی سے بچو اس لئے کہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور نہ اور کسی کے عیوب کی جستجو نہ کرو اور نہ ایک دوسرے پر حسد کرو اور نہ غیبت کرو اور نہ بغض رکھو اور اللہ کے بندے بھائی بن کر رہو۔(صحیح بخاری:جلدسوم:حدیث نمبر 1002)

74۔کینہ ونفرت سے گریز

کینہ کا مطلب ذاتی بنیادوں پر لوگوں کے خلاف نفرت اور رنجشیں رکھنا۔

قرآن

اوراللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور متفرق نہ ہو جاؤ (آل عمران 3:103)۔

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا سوموار اور جمعرات کے دن جنت کے دروازوں کو کھول دیا جاتا ہے اور ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے کہ جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو سوائے اس آدمی کے جو اپنے بھائی کے ساتھ کینہ رکھتا ہو اور کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں اور ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں۔(صحیح مسلم:جلدسوم:حدیث نمبر 2047)

۲۔عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خراسانی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا مصافحہ کرو ایک دوسرے سے دل کا کینہ جاتا رہے گا ہدیہ بھیجو ایک دوسرے کے دوست ہو جاؤ گے اور دشمنی جاتی رہے گی۔(موطا امام مالک:جلداول:حدیث نمبر 1552)

۳۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی کو نقصان پہنچائے گا اللہ اسے نقصان پہنچائے گا اور جو کسی سے (بغیر کسی شرعی وجہ سے) دشمنی رکھے گا اللہ اس سے دشمنی رکھے گا (سنن ابوداؤد:جلدسوم:حدیث نمبر 242)

75۔غصہ پر قابو پانا

اس سے مراد غصہ کی حالت میں حدود سے تجاوز کرنا کہ بعد میں پچھتاوا ہو۔

قرآن

۱۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خوش حالی اور تنگ دستی (دونوں حالتوں) میں (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں (کے قصوروں) سے درگزر کرتے ہیں۔ (یہی لوگ نیکوکار ہیں) اور اللہ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے (آل عمران: 3:134)

۲۔ اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بےحیائی کے کاموں سے اجتناب کرتے ہیں اور جب ان کو غصہ آجاتا ہے تو (لوگوں کی خطاؤں سے) درگزر کر جاتے ہیں (الشوریٰ 42:37)

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوی وہ نہیں کہ جو (کشتی میں کسی کو) پچھاڑے بلکہ قوی وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ (صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 1047)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے نصیحت فرمائیں، آپ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو اس نے کئی بار عرض کیا تو آپ یہی فرماتے رہے کہ غصہ نہ کرو۔ (صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 1049)

76۔ بلا تحقیق اقدام سے گریز

اس کی اصل علت اوہام کی پیروی سے گریز ہے۔ اس میں کسی دھماکے کی خبر، کوئی رشتے دار کا حادثہ، کوئی سیاسی افواہ، کوئی مذہبی بات یا کوئی اور اہم معاملے کو مناسب چھان پھٹک کے بغیر آگے بڑھا دینا یا پھیلانا شامل ہے۔ اس اشاعت کے موجودہ ذرائع ایس ایم ایس، ای میل، اخبارات، ٹی وی ٹاک شو، ریڈیو وغیرہ شامل ہیں۔

قرآن

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر کوئی فاسق آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو (اس کی) تحقیق کر لیا کرو، (ایسا نہ ہو) کہ نادانی سے کسی قوم پر جا پڑو پھر تمہیں اپنے کیے پر پچھتانا پڑے۔ (الحجرات 49:6)

77۔ ٹوہ لینے سے گریز

اس سے مراد کسی فرد یا ادارے کے رازوں تک رسائی کی کوشش تا کہ اسے معاشرے میں بدنام کر کے اسکی ساکھ کو نقصان پہنچایا جائے۔ اس ٹوہ لینے اور بلا جواز تجسس سے کئی گناہوں کا احتمال ہوتا ہے۔

قرآن

۱۔ اور (دیکھو،) جس بات کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ لگو (یاد رکھو،) کان، آنکھ اور دل ان سب سے (قیامت کے دن) بازپرس ہونی ہے۔ (بنی اسرائیل: 17:36)

۲۔ اور ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ لگے رہو۔ (الحجرات: 49:12)

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بدگمانی سے بچو اس لئے کہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور کسی کے عیوب کی جستجو نہ کرو اور نہ اس کی ٹوہ میں لگے رہو اور (بیچ میں) ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو اور نہ حسد کرو اور نہ بغض رکھو اور نہ کسی کی غیبت کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔ (صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 1004)

78۔ کثرت گمان سے گریز

اس سے ممانعت کی اصل علت اوہام سے گریز ہی ہے۔ کثرت گمان کی عادت کچھ گناہوں

کا سبب بن سکتی ہے۔اوراس سے بدگمانی بھی پیدا ہوسکتی ہے جس سے مراد کسی شخص کے بارے میں علم کی کمی کی بنا پر کوئی منفی رائے قائم کرنا یا اس پر شک کرنا شامل ہے۔

قرآن

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، (لوگوں کے بارے میں) بہت گمان کرنے سے بچتے رہو، (کیونکہ) بعض گمان (داخل) گناہ ہیں (الحجرات:49:12)

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بدگمانی سے بچو اس لئے کہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور نہ اور کسی کے عیوب کی جستجو نہ کرو اور نہ ایک دوسرے پر حسد کرو اور نہ غیبت کرو اور نہ بغض رکھو اور اللہ کے بندے بھائی بن کر رہو۔(صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 1002)

79۔مایوسی سے گریز

مایوسی ایک خطرناک نفسیاتی بیماری ہے جس کا انجام دنیا میں ہی بھیانک نہیں بلکہ دین میں بھی یہ بہت نقصان دہ ہے۔چنانچہ اللہ سے مایوسی انسان کو کفر تک لے جاتی ہے ورانسان کامل طور پر شیطان کے چنگل میں گرفتار ہوجاتا ہے۔

قرآن

۱۔اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کی سرتوڑ کوشش کرو اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہونا۔کیونکہ اللہ کی رحمت سے ناامید تو کافر لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔(یوسف 12:87)

۲۔ابراہیم نے کہا: (میں مایوس نہیں کیونکہ) اپنے پروردگار کی رحمت سے مایوس تو صرف گمراہ لوگ ہی ہوتے ہیں۔(الحجر:15:56)۔

۳۔آپ لوگوں سے کہہ دیجئے: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، اللہ یقیناً سارے ہی گناہ معاف کردیتا ہے کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔(الزمر:39:53)

یونٹ 6:معیشت

زندگی گذارنے کے لئے ہر انسان تبادلے کا محتاج ہے۔وہ اپنے لئے تمام اشیاء وخدمات خود نہیں بنا سکتا۔مثلاً ایک شخص اسکول میں پڑھاتا ہے لیکن وہ اپنے کھانے پینے، سواری، لباس، رہائش اور دیگر ضروریات کے لئے بیسیوں لوگوں کا محتاج ہے۔اس کا آسان طریقہ یہی ہے کہ وہ کچھ رقم دے کر مطلوبہ اشیاء خرید لے۔لیکن رقم کا کمانا اور اسے خرچ کرنا ایک پیچیدہ مسئلہ ہے۔ اسلام نے معیشت کے تحت یہ ہدایات دی ہیں۔

80۔سود لینے سے گریز

سود لینا ایک کبیرہ گناہ ہے۔عام بنکوں میں سیونگ یا فکسڈ اکائنٹ پر سود لینا، ادھار کاروبار پر سود لینا، انفرادی قرضوں پر سود لینا سب اس میں شامل ہیں۔البتہ اسلامی بنکوں میں دیا جانے والا منافع اکثر علماء کے نزدیک سود نہیں۔

قرآن

۱۔(مگر) جو لوگ (حاجت مندوں کی مدد کرنے کے بجائے الٹا ان سے) سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) کھڑے نہ ہوسکیں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے شیطان نے چھوکر باؤلا کردیا ہو۔ان کا یہ حال اس وجہ سے ہوگا کہ انہوں نے (سود کے ناجائز ہونے سے انکار کیا اور) کہا کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے، اور سود کو حرام۔(البقرہ 2:275)

۲۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور جو سود (لوگوں کے ذمے) باقی رہ گیا ہے

اسے چھوڑ دو اگر تم (واقعی) ایمان والے ہو۔(البقرہ:2:278)

۳۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہ بڑھتا اور چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پا جاؤ(آل عمران 3:130)

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سات ہلاکت میں ڈال دینے والی چیزوں سے بچو، عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ سات ہلاک کرنے والی چیزیں کونسی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور جادو کرنا اور کسی نفس کا قتل کرنا جسے اللہ نے حرام کیا سوائے حق کے اور یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، جہاد سے دشمن کے مقابلہ سے بھاگنا اور پاکدامن عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگانا۔(صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 263)

81۔ جوا یا سٹہ کھیلنے سے احتراز

کرکٹ یا کسی اور گیم پر جوا کھیلنا، کیسینو میں جوا کھیلنا، انعامی اسکیموں میں شرکت کرنا، پیسوں سے شرط لگانا، تاش سے جوا کھیلنا، انٹرنیٹ پر گیمز یا دیگر ذرائع سے شرط لگانا اس عمل میں آتے ہیں۔ البتہ پرائز بانڈ یا وہ حکومتی اسکیمیں جن میں اصل سرمایہ محفوظ رہتا ہے انہیں جوئے کے زمرے سے کچھ علماء باہر رکھتے ہیں۔

قرآن

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، شراب، جوا، آستانے اور پانسے (یہ سب) گندے شیطانی کام ہیں۔ پس ان سے اجتناب کرو تا کہ فلاح پاؤ۔(المائدہ:5:90)

حدیث

انس روایت کرتے ہیں میں ابوطلحہ کے مکان میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا اس زمانہ میں لوگ

فضیخ شراب استعمال کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ اعلان کر دے سن لو شراب حرام کر دی گئی حضرت انس کا بیان ہے مجھ سے ابوطلحہ نے کہا باہر جا اور اس شراب کو بہا دے چنانچہ میں باہر نکلا اور اس کو بہا دیا۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 2363)

82۔ مال ناجائز طریقوں سے کھانا

اس سے مراد رشوت لینا، دھوکہ دے کر مال کمانا، جعلی پیشوں سے دھوکا دے کر رقم بٹورنا وغیرہ سب شامل ہیں۔

قرآن

۱۔ اور تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق خورد برد نہ کرو اور نہ اسے حکام تک پہنچاؤ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ جان بوجھ کر ناحق ہضم کر جاؤ(البقرہ:2:188)

۲۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، ایک دوسرے کے مال ناحق خورد برد نہ کیا کرو۔(النساء:4:29)

حدیث

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رشوت لینے والے اور دینے والے دونوں پر لعنت فرمائی۔(جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1347)

۲۔ حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اہل جنت کے متعلق نہ بتاؤں۔ اہل جنت میں ہر ضعیف ہوگا جسے لوگ حقیر جانتے ہیں وہ اگر کسی چیز پر قسم کھا لے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی قسم کو سچی کر دے گا۔(پھر فرمایا) اور کیا میں تمہیں اہل دوزخ کے متعلق نہ بتاؤں؟ اہل دوزخ میں ہر سرکش حرام خور اور متکبر شخص ہوگا۔(جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر 498)

83۔اسراف یا فضول خرچی سے گریز

رقم تین مدوں میں ہی خرچ ہوتی ہے ایک ضروریات، دوسری سہولیات اور تیسری تعیّشات۔فضول خرچی یہ ہے کہ رقم کو ضرورت اور سہولیات کے دائرے سے نکال کر تعیّشات اور نمودونمائش پر خرچ کیا جائے۔مثال کےطور پر گھر بنانا ضرورت ہے۔پکا گھر بنانا سہولت ہے جبکہ چند افراد کے لئے کئی ایکڑ پر محل کی تعمیر تعیش ہے اسی طرح پانی ،بجلی ،گیس اور دیگر وسائل کا ضیاع بھی اسراف کےزمرے میں آتا ہے۔

قرآن

۱۔(لوگو) یہ سب چیزیں جب پھلیں تو ان کے پھل (شوق سے) کھاؤ اور ان کے کاٹنے (اور توڑنے) کے دن اللہ کا حق ادا کرو اور اسراف مت کرو کہ اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔)الانعام:6:141)

۲۔اے بنی آدم، ہر نماز کے وقت (لباس سے) اپنے تئیں آراستہ کرلیا کرو، اور کھاؤ پیو اور بیجا خرچ نہ کرو۔اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔(الاعراف:7:31)

۳۔اور رشتہ داروں کو (بھی) ان کا حق ادا کرو اور مسکین و مسافر کو (بھی ان کا حق دو) اور فضول خرچی نہ کرو۔فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے۔(بنی اسرائیل:17:26-27)

۴۔اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں بلکہ ان کا خرچ اس (افراط وتفریط) کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔(الفرقان:25:67)

حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کھاؤ پیو صدقہ کرو اور پہنو بشرطیکہ اس میں اسراف یا تکبر کی آمیزش نہ ہو۔) بخاری کتاب اللباس)

84۔بخل سے گریز

کفایت شعاری اور برے وقتوں کے لئے بچت کرنا بخل نہیں۔بخل یہ ہے کہ اپنی اور اہل خانہ کی ضروریات کا گلا گھونٹ کر محض مال کی محبت میں پیسے سینت کر رکھے جائیں۔

قرآن

جولوگ بخل کریں (سوکریں) اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کرنے کی ترغیب دیں اور اللہ نے اپنے فضل سے جو کچھ انہیں دے رکھا ہے اسے چھپائیں۔ایسے کافروں کے لئے ہم نے رسوا کن عذاب تیار کررکھا ہے۔(النساء 4:37)

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندوں پر کوئی صبح نہیں آتی، مگر اس میں دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک کہتا ہے کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطاء فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ بخل کرنے والے کو تباہی عطا کر۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 1356)

85۔قرض کی ادائیگی میں تاخیر سے گریز

کچھ لوگ قرض لے کر بلا عذر تاخیر کرتے اور واپس نہ کرنے کے بہانے تلاش کرتے ہیں اور ایسا کرکے وہ خوش بھی ہوتے ہیں کہ انہوں نے قارض کو بے وقوف بنادیا۔

قرآن

اورتم لوگ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق خورد برد نہ کرو اور نہ اسے حکام تک پہنچاؤ کہ

لوگوں کے مال کا کچھ حصہ جان بوجھ کر ناحق ہضم کر جاؤ(البقرہ:2:188)

حدیث

ا۔کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تحقیق گناہ کبیرہ کے بعد اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ بندہ اپنے اللہ سے اس گناہ ساتھ ملاقات کرے جس سے اس نے اپنے بندہ کو منع فرمایا ہے یعنی کوئی شخص اس حال میں مرے کہ اس کے ذمہ قرض ہو اور اس کی ادئیگی کے لئے اس کے پاس کچھ نہ ہو۔(سنن ابوداؤد: جلد دوم: حدیث نمبر 1547)

۲۔حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار کا ادائے قرض میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جب تم میں سے کسی شخص کا قرض مالدار کے حوالہ کر دیا جائے تو اسے قبول کر لینا چاہئے ۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 2143)

86۔ناپ تول میں کمی سے گریز

اس میں اشیاء تولتے وقت ترازو یا دیگر پیمانوں سے زیادہ پیمائش ظاہر کرنا، خدمات میں کام پورا نہ کر کے دینا وغیرہ شامل ہیں ۔۔کام چوری سے مراد ملازمت کے تقاضوں کو پورا نہ کرنا، وقت کو ذاتی کام میں استعمال کرنا ۔

قرآن

ا اور انصاف کے ساتھ ناپ تول پورا کرو(الانعام 6:152)

۲۔اور (دیکھو) عہد کو پورا کیا کرو۔بیشک (قیامت میں) عہد کی بازپرس ہوگی ۔اور جب ناپ کر دو تو پیمانے کو پورا بھر دیا کرو اور (تول کر دینا ہو تو) ترازو (کی ڈنڈی) سیدھی رکھ کر تولا کرو۔(معاملے کا) یہ بہتر طریقہ ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی (یہی) بہتر ہے ۔(بنی اسرائیل 17: 34تا35)

۳۔تباہی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی (المطففین:83:1)

حدیث

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جو قوم غنیمت کے مال میں چوری کرتی ہے ان کے دل بودے ہو جاتے ہیں، اور جس قوم میں زنا زیادہ ہو جاتا ہے ان میں موت بھی بہت زیادہ ہو جاتی ہے، اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے ان کی روزی بند ہو جاتی ہے، اور جو قوم ناحق فیصلہ کرتی ہے ان میں خون زیادہ ہو جاتا ہے، اور جو قوم عہد توڑتی ہے ان پر دشمن غالب ہو جاتا ہے ۔
(موطا امام مالک: جلد اول: حدیث نمبر 996)

87۔ناجائز ذخیرہ اندوزی کرنا

اس سے مراد اس نیت سے اشیاء کو اسٹور کرنا کہ اس سے آزادانہ مسابقت کی فضا کو نقصان پہنچے اور اشیاء کی قلت کی بنا پر ان کی قیمتیں بڑھ جائیں ۔

قرآن

اور تم لوگ آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق خورد برد نہ کرو اور نہ اسے حکام تک پہنچاؤ کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ جان بوجھ کر ناحق ہضم کر جاؤ۔(البقرہ2:188)

حدیث

حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گناہ گار کے علاوہ کوئی ذخیرہ اندوزی نہیں کرتا (صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر 1629)

88۔اشیاء میں ملاوٹ کرنا

یہ دھوکا دینے کی ایک شکل ہے۔ ہمارے ہاں پٹرول میں ملاوٹ، کھانے میں ملاوٹ،

ادویات میں ملاوٹ سب اس میں شامل ہیں۔

حدیث

۱۔ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلہ کے ایک ڈھیر پر سے گزرے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں اپنا مبارک ہاتھ ڈالا تو انگلیاں تر ہوگئیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلہ کے مالک سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بارش کی وجہ سے بھیگ گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ تر حصہ اوپر نہیں کر سکتے تھے کہ لوگ اس کو دیکھ لیتے پھر فرمایا جس نے دھوکہ دیا ہو وہ مجھ سے نہیں۔(صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 284)

۲۔۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ ایک ایسے آدمی کے پاس گزرے جو غلہ بیچ رہا تھا آپ نے اس سے پوچھا کہ تم اسے کس طرح فروخت کرتے ہو اس نے آپ کو بتلا دیا (لیکن کچھ غلط بیانی سے بیان کیا) اس دوران آپ پر وحی نازل ہوئی کہ اپنا دست مبارک اس غلہ کے اندر داخل کریں جب حضور نے اپنا دست مبارک اس غلہ میں داخل کیا تو وہ اندر سے گیلا اور تر نکلا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ملاوٹ اور دھوکہ دہی سے کام لیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 57)

89۔حرام اشیاء یا خدمات کے کاروبار سے گریز

اس میں سور، شراب، مردار، سودی کاروبار، فحبہ گری وغیرہ شامل ہیں۔

قرآن

(تمہارا دستور العمل تو یہ ہونا چاہئے کہ) نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) میں ایک

دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی (کے کاموں) میں تعاون نہ کرو (المائد 5:2?)

حدیث

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سود کے بارے میں سورہ بقرہ کی آخری آیات نازل کی گئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور شراب کی تجارت کو حرام کیا۔(صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر 1553)

یونٹ 7: خورد و نوش

کھانا پینا زندگی کی ایک بنیادی ضرورت ہے۔ یہ عمل اگر جانوروں کی طرح ہوتا تو کوئی پیچیدگی نہ تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس عمل کے ذریعے بھی آزمایا ہے۔ چنانچہ انسان نہ صرف بھوک و پیاس مٹانے کی احتیاج رکھتا ہے بلکہ اس آگے بڑھ کر وہ تنوع، لذت اور حرص کی خواہش بھی رکھتا ہے۔ بُرے تقاضوں کو نکیل ڈالنے کے لئے درج ذیل ہدایات دی گئی ہیں۔

90۔حرام غذا سے گریز

اس سے مراد سور، مردار، خون اور غیر حلال ذبیحہ اور وحشی درندے وغیرہ ہیں جنہیں قرآن و سنت نے حرام قرار دیا ہے۔ ان سب کا کھانا حرام ہے۔

قرآن

(مسلمانو،) تم پر حرام کئے گئے ہیں مردار (جانور)، خون، سور کا گوشت، اور وہ (جانور) جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، (نیز) وہ جو گلا گھٹ کر، یا چوٹ کھا کر، یا بلندی سے گر کر یا کسی جانور کے سینگ مارنے سے مرا ہو، یا جسے کسی درندے نے (پھاڑ) کھایا ہو مگر ہاں وہ (حرام نہیں) جسے تم (اس کے مرنے سے پہلے) ذبح کر لو۔ اور (وہ جانور بھی حرام ہے) جو کسی آستانے پر ذبح کیا

گیا ہو۔(المائدہ 5:3)

91۔دیگر حرام اشیاء سے گریز

حرام جانوروں میں ان کے علاوہ درندہ صفت جانور یا پرندے بھی شامل ہیں جیسے شیر، چیتا، ریچھ، بھیڑیا، کتا یا پرندوں میں شکرا، عقاب، چیل، کوا، الو وغیرہ۔ اسی طرح کیڑے مکوڑے اور غلاظت میں پلنے والے جانور بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔

قرآن

وہ (نبی) انہیں نیکی کا حکم دے گا، برائی سے روکے گا اوران کے لئے پاک چیزیں حلال کرے گا اور ناپاک چیزیں حرام ٹھہرائے گا اور وہ بوجھ ان پر سے اتارے گا جو ان پر (لدے ہوئے) ہوں گے اوران پھندوں سے نکالے گا جن میں وہ گرفتار ہوں گے'(الاعراف 7:157)

حدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا پینے کی جو چیز نشہ لائے وہ حرام ہے۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 239)

۲۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کو حرام قرار دیا ہے، زبیدی اور عقیل نے ابن شہاب سے اسکی متابعت میں روایت بیان کی ہے، اور مالک، معمر، ماجشون، یونس اور ابن اسحاق نے زہری سے نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر کچلی والے درندوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔(صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر ۴۹۰۰)۔

۳۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہر دانتوں والے درندوں کے کھانے سے اور پرندوں میں ہر پنجہ (سے شکار کرنے والے) کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔(سنن ابوداؤد: جلد سوم: حدیث نمبر ۴۰۲)

92۔نشہ آور اشیا کے استعمال سے گریز

اس میں شراب، افیون، چرس، ہیروئین اور دیگر نشہ آور اشیاء شامل ہیں خواہ وہ کھائی اور پی جائیں یا ناک اور انجکشن کے ذریعے خون میں شامل کی جائیں۔

قرآن

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، شراب، جوا، آستانے اور پانسے (یہ سب) گندے شیطانی کام ہیں۔ پس ان سے اجتناب کرو تا کہ فلاح پاؤ(المائدہ: 5:90)

حدیث

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا پینے کی جو چیز نشہ لائے وہ حرام ہے۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 239)

یونٹ 8: متفرقات

93۔ظاہری پاکی کا حصول

اس میں بدن و منہ کی پاکی شامل ہے جس کا ذریعہ وضو کرنا، کم از کم ہفتے وار غسل کرنا، جنابت، حیض و نفاس پر غسل کرنا، درست استنجا کرنا، لباس کی پاکی کا خیال رکھنا سب شامل ہیں۔

قرآن

ا۔بیشک اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاک و صاف رہنے والوں کو۔(البقرۃ 2:222)

۲۔اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھولیا کرو اور اپنے سروں کا مسح کرلیا کرو اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں (بھی دھولیا کرو) اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو (نہا کر) پاک (صاف) ہو جاؤ۔ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں

سے کوئی جائے ضرورت سے (ہوکر) آیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو اور پانی میسر نہ ہو تو (وضو کی جگہ) پاک مٹی سے تیمم یعنی اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرلو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی ڈالے بلکہ وہ (تو یہ) چاہتا ہے کہ تمہیں پاک (صاف) رکھے اور تم پر اپنی نعمت (ہدایت) پوری کردے تا کہ تم شکرگزار رہو۔(المائد ?:5:6)

حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بالغ پر جمعہ کے دن غسل کرنا واجب ہے ۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 833)

۱۔منہ اور دانتوں کی صفائی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں اپنی امت کیلئے شاق نہ جانتا تو انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا ۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 853)

۲۔معینہ مدت میں زائد بال اور ناخن کاٹنا اور ختنہ کروانا: زیر ناف، بغل اور موچھوں کے بال کاٹنے کی انتہائی حد 40 دن ہے لیکن اس حد کے قریب جانا ایک مکروہ فعل ہے ۔ مردوں کے لئے ختنہ کرانا بھی لازم ہے ۔

قرآن

بیشک اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاک وصاف رہنے والوں کو۔(البقر 2:222)

حدیث

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پانچ چیزیں فطری ہیں، ختنہ کرنا، زیر ناف بالوں کا مونڈنا،

بغلوں کے بال اکھاڑنا، ناخن تراشنا اور مونچھوں کا کتروانا۔(صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 833)

۲۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں ختنہ کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، ناخن کاٹنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا اور مونچھیں کتروانا۔(صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 597)

۳۔انس بن مالک سے روایت ہے کہ ہمارے لئے مونچھیں کتروانے، ناخن کاٹنے، بغلوں کے بال اکھیڑنے اور زیر ناف بال مونڈنے میں مدت مقرر کی گئی ہے کہ ہم چالیس دن سے زیادہ نہ چھوڑیں یعنی یہ زیادہ سے زیادہ مدت ہے وگر نہ بہتر اس عرصہ سے پہلے ہی ہے ۔(صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 599)

94۔ظاہری وضع قطع

اس میں لباس، بال سنوارنا، داڑھی وغیرہ آجاتے ہیں ۔

قرآن

(شیطان نے کہا) اور میں انہیں گمراہ کر کے چھوڑوں گا، انہیں آرزوئیں دلاؤں گا اور انہیں حکم دوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان پھاڑ ڈالیں اور انہیں یہ بھی حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کردہ صورت میں تبدیلی کرڈالیں" اور جس شخص نے اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا سرپرست بنالیا اس نے صریح نقصان اٹھایا۔(النساء:4:119)

۱۔چہرہ: مردوں کے لئے داڑھی رکھنا بھی نبی کریم کا اسوہ ہے ۔ کچھ علماء کے نزدیک داڑھی رکھنا لازم نہیں ۔جبکہ عورتوں کے لئے چہرے کے بناؤ سنگھار کو اپنے شوہر کے لئے اپنانا ایک اچھی بات ہے ۔البتہ اس بناؤ سنگھار میں دونوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اللہ کی فطرت کو نہ بدلیں کہ مرد عورتوں کا اور عورت مردوں کا بھیس بدل لیں یا اللہ کی بنائی ہوئی بنیادی ساخت ہی تبدیل

ہو جائے ۔ چنانچہ جسم یا چہرہ گودوانا (یعنی ٹیٹو زبنوانا) بالوں کی پیوند کاری وغیرہ اگر فطرت کو تبدیل کرنے کا سبب ہوں تو نا جائز ہیں ۔

حدیث

ا ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مونچھوں کو کتراؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مجوس یعنی آتش پرستوں کی مخالفت کیا کرو ۔ (صحیح مسلم: جلد اول: حدیث نمبر 603)

۲ ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کی سی صورت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر (بھی) لعنت کی جو مردوں کی سی صورت اختیار کرتی ہیں ۔ (صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 849)

۲ ۔لباس: مردوں کے لئے ریشم کا لباس ممنوع ہے ۔ جبکہ خواتین کے لئے لباس کا ستر پوشی کے ساتھ ساتھ زینت کو چھپانے کی صلاحیت کا حامل ہونا لازمی ہے ۔ جبکہ دونوں کے لئے لباس میں اسراف، تکبر، بے حیائی یا عریانی کا پہلو نہیں ہونا چاہئے ۔

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ والوں کی دو قسمیں ایسی ہیں کہ جنہیں میں نے نہیں دیکھا ایک قسم تو ان لوگوں کی ہے کہ جن کے پاس بیلوں کی دموں کی طرح کوڑے ہیں جس سے وہ لوگوں کو مارتے ہیں اور دوسری قسم ان عورتوں کی ہے جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہیں وہ سیدھے راستے سے بہکانے والی اور خود بھی بھٹکی ہوئی ہیں ان عورتوں کے سر بختی اونٹوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہیں وہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو پا سکیں گی جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت (یعنی دور) سے محسوس کی جاسکتی ہے ۔ (صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 1085)

۲ ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عطاردخاندان کے ایک آدمی کو دیباج یا ریشم کا ایک قبا پہنے ہوئے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کاش کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قباء کو خرید لیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اس طرح کا لباس پہنتا ہے اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ۔ (صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 909)

۳ ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورت کا لباس پہنتا ہو اور اس عورت پر لعنت فرمائی جو مرد کا لباس پہنتی ہو ۔ (سنن ابو داؤد: جلد سوم: حدیث نمبر 707)

95 ۔دین کا علم حاصل کرنا

اس میں دنیاوی علم، تعلیم اور ڈگری کا حصول شامل نہیں ہے گو کہ اس کی اپنی جگہ اہمیت ہے ۔

قرآن

ا ۔اور یہ مناسب نہیں کہ اہل ایمان سب کے سب (اپنے اپنے گھروں سے) نکلے کھڑے ہوں (اور مرکز تعلیم میں آکر تعلیم وتربیت حاصل کریں) ۔ پس ایسا کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکل آئی ہوتی کہ دین کی سمجھ پیدا کرتی اور (تعلیم وتربیت کے بعد) اپنے گروہ میں واپس جاتی اور لوگوں کو (جہل وغفلت کے نتائج سے) ڈراتی تا کہ وہ (غیر مسلمانہ روش سے) پرہیز کرتے (التوبہ 9:122)

۲ ۔پس اللہ بادشاہ حقیقی ہی بلند شان والا ہے ۔ اور قرآن کی وحی پوری ہونے سے پہلے اسے پڑھنے میں جلدی نہ کیجئے اور دعا کیجئے کہ اے میرے پروردگار! مجھے مزید علم عطا کر" (طٰہٰ 20:114)

حدیث

ا ۔جس نے علم حاصل کرلیا اس نے بڑی دولت حاصل کی اور جو شخص کسی راستے پر تحصیل علم

کے لیے قدم رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور اللہ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے ہی بندے اللہ سے ڈرتے ہیں جو عالم ہیں اور فرمایا کہ اس کو علماء کے سوا کوئی نہیں سمجھتا۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 70)

۲۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے (قتادہ) سے کہا (آج) میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کروں گا کہ میرے بعد کوئی تم سے بیان نہیں کرے گا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ علم کم ہو جائے اور جہل غالب آجائے اور زنا اعلانیہ ہونے لگے اور عورتوں کی کثرت اور مردوں کی قلت ہو جائے گی، یہاں تک پہنچے کہ پچاس عورتوں کا تعلق صرف ایک مرد سے ہوگا۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 82)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے کسی مومن سے دنیا میں مصیبتوں کو دور کیا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی مصیبتوں کو دور کرے گا اور جس نے تنگ دست پر آسانی کی اللہ اس پر دنیا میں اور آخرت میں آسانی کرے گا اور اللہ اس بندے کی مدد میں ہوتے ہیں جو اپنے بھائی کی مدد میں لگا ہوتا ہے اور جو ایسے راستے پر چلا جس میں علم کی تلاش کرتا ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ذریعہ جنت کا راستہ آسان فرما دیتے ہیں اور جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور اس کی تعلیم میں مصروف ہوتے ہیں ان پر سکینہ نازل ہوتی ہے اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا ذکر اپنے پاس موجود فرشتوں میں کرتے ہیں اور جس شخص کو اس کے اپنے اعمال نے پیچھے کر دیا تو اسے اس کا نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔ (صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2352)

96۔ ریاستی قوانین کی پاسداری

ہر شہری کا ریاست سے معاہدہ ہوتا ہے۔ چنانچہ ریاست کے قوانین کی پیروی اس معاہدے کی رو سے لازم ہے۔ جیسے ٹریفک کے قوانین کی پابندی، ٹیکس کی ادائیگی وغیرہ۔ لیکن خدا کی معصیت میں ریاست کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

قرآن

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے اولوالامر کی۔ (النساء: 4:59)

۲۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد (و پیمان) کا پاس رکھتے ہیں۔ (المعارج: 70:32)

حدیث: انس بن مالک، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی حبشی تم پر حاکم بنا دیا جائے اور وہ ایسا بدرو ہو کہ گویا اس کا سر انگور ہے تب بھی اس کی سنو اور اطاعت کرو۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 665)

دین کے تقاضوں پر مبنی سوالنامہ

اگر آپ نے اوپر بیان کردہ دین کے بنیادوں تقاضوں کو سمجھ لیا ہے تو ان کی روشنی میں آپ اپنی زندگی کا جائزہ لیں کہ کن ہدایات پر آپ عمل کر رہے ہیں اور کن پر نہیں۔ ہر سوال کا نمبر وہی ہے جو اوپر بیان کردہ عنوانات کا ہے۔ کسی بھی مشکل کی سورت میں ای میل پر رجوع کریں۔

پہلا حصہ۔ عقائد

۱۔ میں ایمان رکھتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

۲۔ میں محمد کو اللہ کا رسول اور آخری رسول سمجھتا ہوں ۔

۳۔ میں روز جزا کے دن پر ایمان رکھتا ہوں۔

۴۔ میں خدا کے پیغمبروں، کتابوں، اور فرشتوں پر ایمان رکھتا ہوں۔

دوسرا حصہ۔ عبادات

۵۔ میں پانچ وقت کی نمازیں وقت پر پابندی سے ادا کرتا ہوں۔

۶۔ میں صاحب نصاب ہونے پر ہر سال زکوۃ اور عشر باقاعدہ حساب کر کے دیتا ہوں۔

۷۔ میں ہر سال رمضان کے مکمل روزے رکھتا اور شرعی عذر کے بغیر انہیں ترک نہیں کرتا ہوں۔

۸۔ میں اگر صاحب استطاعت ہوں تو میں نے حج کر لیا ہے یا کرنے کا ارادہ اور منصوبہ بندی رکھتا ہوں۔

۹۔ میں جمعہ کی نماز پابندی سے پڑھتا ہوں۔

۱۰۔ میں عیدالفطر اور عیدالاضحی کی نمازیں پابندی سے پڑھتا ہوں۔

۱۱۔ میں ہر سال فطرہ کی رقم ادا کرتا ہوں۔

تیسرا حصہ۔ تعلق باللہ

۱۲۔ میں دینی اور دنیوی امور انجام دیتے ہوئے اللہ سے ڈرتا رہتا اور خیال کرتا ہوں کہ وہ مجھ سے غلط عمل پر سوال کرے گا۔

۱۳۔ میں اپنی زندگی میں عام طور پر خدا کی دی ہوئی نعمتوں پر شکر کرتا اور ناشکری سے گریز کرتا ہوں۔

۱۴۔ میں اللہ کو کثرت سے زبان اور عمل سے یاد رکھتا اور یاد کرتا رہتا اور اسے بھولنے یا فراموش کرنے سے گریز کرتا ہوں۔

۱۵۔ میں پابندی سے اپنے دنیوی اور دینی ضروریات کے لئے اللہ سے دعا مانگتا رہتا ہوں۔

۱۶۔ اگر مجھ سے کوئی گناہ سرزد ہو جاتا ہے تو میں فوراً اللہ کے حضور توبہ کر لیتا اور استغفار کرتا رہتا ہوں۔

۱۷۔ میں بیماری، غربت یا دیگر تکالیف پر حوصلہ کرتے ہوئے صبر سے کام لیتا ہوں۔

۱۸۔ میں اپنے کسی مفاد کو پورا کرنے کے لئے اللہ یا دین کے حوالے سے جھوٹی بات منسوب کر دیتا یا کر سکتا ہوں۔

۱۹۔ میں اللہ کے دین میں نت نئے طریقے ایجاد کرنا جائز سمجھتا ہوں اور خود بھی یہ کام کرتا رہتا ہوں۔

۲۰۔ میں اللہ کے علاوہ اشیا یا لوگوں کی قسم بھی کھا لیتا ہوں

۲۱۔ میں کسی دنیاوی فائدے کے حصول کے لئے جھوٹی قسم کھا لیتا ہوں۔

۲۲۔ میں اپنی قسموں اور نذروں کی حفاظت کرتا اور خلاف ورزی پر کفارہ ادا کرتا ہوں۔

۲۳۔ میں مستقبل کا حال معلوم کرنے یا اپنے مسائل حل کرنے کیلئے علم نجوم، پامسٹری یا عامل وغیرہ سے مدد لیتا ہوں۔

۲۴۔ میں نحوست یا بدشگونی اور دیگر توہمات پر یقین رکھتا اور اس کے مطابق اپنے امور طے کرتا ہوں۔

۲۵۔ میں وقتاً فوقتاً جائزہ لیتا اور محاسبہ کرتا رہتا ہوں کہ میں نے آخرت کے لیے کیا اچھے یا

برے اعمال بھیجے۔

۲۶۔میں دین کا کچھ کام لوگوں کوخوش اورمتاثر کرنے کے لیے کرلیتا ہوں اورنیت خالص اللہ کی رضا کی نہیں رہتی۔

چوتھا حصہ۔معاشرت

الف۔مردوزن کا اختلاط

۲۷۔اگرکوئی نامحرم مجھے دعوت گناہ دے تو میں زنا کرلیتا ہوں یا کرسکتا ہوں۔

۸۲۔میں اپنے ہاتھ،آنکھ،اوردیگراعضاءکوزنا سے بچاتا اورانکے ذریعے ناجائز جنسی لذت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔

۹۲۔ایک عورت یا مرد کی حیثیت سے میں حیا کا خیال رکھتا/رکھتی اورموزوں لباس کا باقاعدہ اہتمام کرتا/کرتی ہوں۔

۳۰۔اگرکوئی عذر نہ ہوتو میں اپنا یا اپنی اولاد کا نکاح بلاکسی تاخیر کے کرتا ہوں۔

۳۱۔میں جنسی تعلقات قائم کرتے وقت اللہ کی حدود کی پابندی کرتا ہوں۔

ب۔خاندانی امور

۳۲۔میں اپنے والدین کے ساتھ احسان کا رویہ اختیار کرتا وراُنکی ہرمقدور خدمت کرتا ہوں۔

۳۳۔میں اپنے رحمی (خونی) رشتوں سے اچھے تعلقات قائم کرنے کی کوشش کرتا اوران کے حقوق ادا کرتا ہوں۔

۳۴۔میں رحمی رشتوں سے قطع تعلق سے گریز کرتا ہوں۔

۳۵۔مجھے اطمینان ہے کہ میں بحیثیت شوہراپنی بیوی یا بحیثیت بیوی اپنے شوہر کے حقوق پورے کرتا/کرتی ہوں۔

۳۶۔میں نے اپنی بیوی کا مہر ادا کردیا ہے یا ادا کرنے کا مصمم ارادہ ہے۔

۳۷۔مجھے بحیثیت مرد اگر طلاق دینی ہی پڑجائے یا خلع لینی پڑ جائےتو شریعت کی حدود وقیود کی پابندی کرتا ہوں۔

۳۸۔بحیثیت عورت اگر عدت گذارنی ہوتو عدت کے وقت خدا کی حدود کی پاسداری یا کرتی ہوں۔

۳۹۔اپنی مصروفیت کے باوجود میں بحیثیت ماں یا باپ اپنی اولاد کی تربیت کے لیے وقت نکالتا اور اسلامی اصولوں پر تربیت کرتا ہوں۔

پانچواں حصہ۔اخلاقیات

الف۔جان ومال کی حرمت

۴۰۔میں غصے،انتقام،لالچ،حسد،اختلاف یا کسی اوروجہ سے کسی انسان کوناحق قتل نہیں کرتا اورنہ ہی قتل کرنے میں معاونت کرتا یا قاتل کی پردہ پوشی کرتا ہوں۔

۴۱۔میں اپنی اولاد کومفلسی یا کسی اوربناپر قتل کرتا یا انہیں بیچ دیتا یا کسی جگہ پر لاوارث چھوڑ کرفرار نہیں ہوجاتا۔

۴۲۔میں اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے کبھی بھی کسی قسم کی چوری نہیں کرتا۔

۴۳۔میں اپنی ضروریات پورا کرنے کے لئے ڈاکہ زنی اورلوٹ مارتک کرلیتا ہوں۔

۴۴۔میں دشمنی،اختلاف،انتقام یا کسی اوربناپر ریاست یا لوگوں کی جائداد اور مال کو نقصان پہنچاتا یا قبضہ کرلیتا ہوں۔

۴۵۔میں شدید مخالفت کے باوجود لوگوں سے لڑائی جھگڑے سے گریز کرتا ہوں۔

۴۶۔میں اپنے مقاصد کیحصول کیلیے لوگوں پر جادو،ٹونا،سفلی عمل وغیرہ کرواتا ہوں۔

۴۷۔میں لوگوں پرظلم وزیادتی کرنے سے ہرصورت میں بچتا ہوں۔

ب۔حسن سلوک

۴۸۔میں اپنے دوستوں ، ماتحتوں ٬ پڑوسیوں اور ساتھیوں سے اچھا سلوک کرتا اور انکے حقوق ادا کرتا ہوں۔

۴۹۔میں ہر حال میں اللہ اور لوگوں سے کیے ہوئے وعدے پورے کرتا ہوں۔

۵۰۔میں وقت پڑنے پر یتیم اور مسکین کی دیکھ بھال اور پرورش کرتا یا موقع ملنے پر اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں۔

۵۱۔موقع مل جانے کے باوجود میں یتیم کے مال میں خیانت نہیں کرتا۔

۵۲۔میں اپنے دائرہ کار میں لوگوں کو نیکی کی ترغیب دیتا اور برائی سے روکتا اور دین کی دعوت دیتا ہوں۔

۵۳۔میں اپنے اردگرد کے لوگوں میں دعوت وتبلیغ کا کام کرتا ہوں۔

۵۴۔میں ہر قیمت پر لوگوں کی دی گئی امانتوں کی حفاظت کرتا ہوں۔

۵۵۔میں اپنے معاملات عدل ونصاف سے کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

ج:کلام

۵۶۔میں لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آتا ہوں۔

۵۷۔میں معمولات زندگی میں جھوٹ بولنے سے گریز نہیں کرتا۔

۵۸۔میں اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے مخالفین پر تہمت ، بہتان یا جھوٹا الزام لگانے سے گریز نہیں کرتا ہوں۔

۵۹۔میں پیٹھ پیچھے لوگوں کی برائی تحقیر کی نیت سے بیان نہیں کرتا ہوں۔

۶۰۔میں لوگوں پر عیب لگانے اور طعنہ دینے سے گریز کرتا ہوں۔

۶۱۔میں لوگوں کی شکایت یا لگائی بجھائی کرکے انہیں آپس میں لڑوانے یا نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کرتا ہوں۔

۶۲۔میں شدید اختلاف اور غصے کے باوجود لوگوں کو گالی دینے یا لعنت دینے سے گریز کرتا ہوں۔

۶۳۔میں فحش گوئی یعنی غیر اخلاقی جنسی باتیں نہیں کرتا۔

۶۴۔میں لوگوں کو ان ناموں یا لقب سے نہیں منسوب کرتا جو انہیں ناپسند ہوں۔

۶۵۔میں کسی کلمہ گو مسلمان کو کافر کہنے سے گریز کرتا ہوں۔

۶۶۔میں ساتھیوں یا رشتے داروں کو کمتر ثابت کرنے کے لئے یا انہیں تکلیف دینے کے لئے انکا مذاق نہیں اڑاتا ہوں۔

۶۷۔میں ضرورت پڑنے پر گواہی دیتا اور اس پر قائم رہتا ہوں۔

۶۸۔میں مجبور ہونے کے باوجود جھوٹی گواہی نہیں دیتا ہوں۔

د۔برے رویے

۶۹۔میں اپنے اندر تکبر یعنی بڑائی کا احساس پاکر دوسروں کو حقیر سمجھتا اور حق بات کو بھی ماننے سے انکار کردیتا ہوں۔

۷۰۔میں اپنے قول وفعل میں تضاد یعنی نفاق کا رویہ نہیں پاتا ہوں۔

۷۱۔میں خودغرضی اور مفاد پرستی کا رویہ اختیار کرنے سے گریز کرتا ہوں۔

۷۲۔میں اپنے معاشی، سیاسی یا سماجی معاملات میں لوگوں کو کسی طور دھوکا نہیں دیتا۔

۷۳۔میں اپنے دوستوں یا رشتے داروں کی ترقی دیکھ کر جلتا اور کڑھتا یعنی حسد کرتا ہوں۔

۷۴۔میں اکثر لوگوں سے نفرت، کینہ اور بغض رکھتا اور ان کو نقصان پہنچانے کی تمنا رکھتا ہوں۔

۷۵۔انتہائی غصہ کے عالم میں حد سے تجاوز کرتا اور ظلم وعدوان کا مرتکب ہوجاتا ہوں۔

۷۶۔ میں کسی اہم خبر کو تصدیق اور تحقیق کئے بغیر آگے پہنچا دیتا ہوں ۔

۷۷۔ مجھے بالعموم لوگوں کے عیوب اور معاملات کو کریدنے اور کھوج لگانے کا تجسس رہتا ہے ۔

۷۸۔ میں رشتے داروں یا ساتھیوں سے متعلق بدگمانی کا شکار رہتا ہوں کہ وہ میرے خلاف ہیں یا مجھے نقصان پہنچانے کے درپے ہیں ۔

۷۹۔ میں کسی بھی حال میں مایوسی و پژمردگی کا شکار نہیں ہوتا اور اللہ کی رحمت سے پرامید رہتا ہوں ۔

چھٹا حصہ۔ معیشت

۸۰۔ میں اپنی بچت یا قرضوں پر سود لیتا اور اسے استعمال کرتا ہوں ۔

۸۱۔ میں جوا یا سٹہ کھیلتا ہوں (مثلاً کرکٹ وغیرہ پر شرط لگاتا ہوں)

۸۲۔ میں مقاصد کے حصول کے لئے لوگوں کا مال رشوت لے کر، فراڈ یا دیگر ناجائز طریقوں سے کھانے سے گریز نہیں کرتا ۔

۸۳۔ میں اپنی رقم خرچ کرتے وقت اسراف یعنی فضول خرچی کا مرتکب ہوجاتا ہوں ،

۸۴۔ میرے قریبی احباب مجھے کنجوس یا بخیل شخص (درست طور پر) گردانتے ہیں ۔

۸۵۔ میں لوگوں سے قرض لے کر بلا عذر واپس نہیں کرتا یا تاخیر کرتا ہوں ۔

۸۶۔ میں ایک تاجر یا دوکاندار کی حیثیت سے اشیا فروخت کرتے وقت ناپ تول میں کمی کرتا ہوں ۔

۸۷۔ میں ایک تاجر یا دوکاندار کی حیثیت سے اشیاء کی ناجائز ذخیرہ اندوزی کرتا ہوں ۔

۸۸۔ میں ایک تاجر یا دوکاندار کی حیثیت سے اشیاء میں ملاوٹ کرتا ہوں

۸۹۔ میں ایک کاروباری کی حیثیت سے حرام اشیاء و خدمات کا کاروبار کرتا ہوں ۔

ساتواں حصہ۔ خورونوش

۹۰۔ میں اسلامی یا غیر اسلامی ماحول میں سور، مردار، خون یا غیر حلال ذبیحہ کھالیتا ہوں ۔

۹۱۔ میں حرام جانور یا غذا کھانے یا پینے سے اجتناب کرتا ہوں ۔

۹۲۔ میں شراب یا دیگر ممنوعہ نشہ آور اشیاء کا نشے کے طور پر استعمال کرتا ہوں ۔

آٹھواں حصہ۔ متفرقات

۹۳۔ میں اسلام کے طے کردہ طہارت کے اصولوں کے مطابق منہ، بدن اور لباس کی صفائی کا خیال رکھتا ہوں ۔

۹۴۔ میں اپنی ظاہری وضع قطع اسلامی شعائر کے مطابق رکھتا ہوں ۔

۹۵۔ میں دین کا بنیادی فہم اور علم پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہوں ۔

۹۶۔ میں ریاست کے بنائے ہوئے قوانین (مثلاً ٹریفک، ٹیکس کی ادائیگی، شہریت کے قوانین وغیرہ) کی پابندی کرتا ہوں ۔

دعا

آیئے اللہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے ذریعے تزکیہ نفس کی دعا کریں ۔

اے اللہ میں تجھ سے عاجز ہونے اور سستی اور بزدلی اور بخل اور بڑھاپے اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں ۔ اے اللہ میرے نفس کو تقوی عطا کر اور اس کا تزکیہ نصیب فرما کہ تو ہی تزکیہ کرنے والوں میں سے بہتر ہے ۔ اور تو ہی کارساز اور مولی ہے اے اللہ میں تجھ سے ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع دینے والا نہ ہوں اور ایسے دل سے جو ڈرنے والا نہ ہو اور ایسے نفس سے جو سیر ہونے والا نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول ہونے والی نہ ہو ۔ (صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2405)